دلیل العارفین اردو

خواجہ بختیار کاکی رح

سلسلہ تصوف نمبر ۷۸

اردو ترجمہ کتاب

دلیل العارفین

یعنی

ملفوظات ملک المشائخ سلطان المساکین منہاج المتقین قطب الاولیا شمس الفقراء ختم المجتہدین حضرت خواجہ معین الملت والدین حسن سنجری چشتی ثم الاجمیری رحمۃ اللہ علیہ

جمع کردہ

مرشد المومنین قطب الاقطاب المسلمین حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی علیہ الرحمۃ

جس کو

اللہ والے کی دکان رجسٹرڈ
مالک ملک چنن الدین نقشبندی مجددی تاجر کتب بازار کشمیری لاہور نے
عاشقان رسول ومحبان محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے
بصرف زر کثیر بامحاورہ اردو ترجمہ کرا کر
تعلیمی پریس لاہور میں طبع کرا کر شائع کیا

بار پنجم ۔۔۔۔۔۔ قیمت فی جلد ۔۔۔ بارہ آنے ۱۲/

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اُردو ترجمہ کتاب

دلیل العارفین

یعنی ملفوظات

حضرت قدوۃ العارفین خواجہ غریب نواز خواجہ معین الدین حسن سنجری چشتی رحمۃ اللہ علیہ

مرتبہ

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ

یہ صحیفہ ربّانی اور نسخہ فقر مبانی ملک المشائخ سلطان السالکین منہاج المتقین قطب الاولیاء شمس الفقرا ختم المہتدین معین الملۃ والدین حسن سنجری نوراللہ مرقدہٗ کے کلمات جان پرور سنکر جمع کئے گئے ہیں اس مجموعہ کا نام دلیل العارفین ہے اور اس میں حسب ذیل چار قسمیں ہیں ✣
قسم اول فقر وصواب میں۔ قسم دوم مکتوبات وتسبیح میں۔ قسم سوم اوراد وغیرہ میں قسم چہارم سلوک اور اس کے فائدوں کے بیان میں ✣

قسم اوّل

مجلس ۱ فقر وصواب میں

پانچویں ماہ رجب ۵۱۴ھ ہجری کو اس درویش نحیف کو جو ملک المشائخ سلطان السالکین الملقب بہ قطب الدین بختیار اوشی کاکی کے غلاموں میں سے ہے رجب اس شاہ فلک دستگاہ کی پابوسی

"الیمین للوجہ والیسار للمقعد" یعنی دایاں ہاتھ کھانا کھانے اور ہاتھ منہ دھونے کیواسطے ہے اور بایاں استنجا کرنے کے لئے ۔

پھر بات اس بارے میں شروع ہوئی ۔ کہ جب آدمی مسجد میں آئے تو سنت یہ ہے ۔ کہ پہلے دایاں پاؤں اندر رکھے ۔ اور جب باہر نکلے ۔ تو بایاں پاؤں پہلے باہر رکھے ۔

پھر فرمایا ۔ ایک مرتبہ خواجہ سفیان ثوری مسجد میں آئے ۔ اور بھول کر پہلے بایاں پاؤں اندر رکھدیا ۔ آواز آئی ۔ کہ بیل خانۂ خدا میں ایسے بے ادبانہ گھس آتے ہیں ۔ اس روز سے آپ کو خواجہ سفیان ثوری کہنے لگے ۔

پھر عارفوں کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی ۔ تو آپ نے فرمایا ۔ عارف اس شخص کو کہتے ہیں ۔ کہ تمام جہان کو جانتا ہو ۔ اور عقل سے لاکھوں معنی پیدا کر سکتا ہو ۔ اور بیان کر سکتا ہو ۔ اور محبت کے تمام دقائق کا جواب دے سکتا ہو ۔ اور ہر وقت بحر میں تیرتا رہے ۔ تاکہ اسرار الٰہی و انوار الٰہی کے موتی نکالتا رہے ۔ اور دیدہ ور جوہریوں کے پیش کرتا رہے ۔ اور جب وہ اسے دیکھیں پسند کریں ۔ ایسا شخص بیشک عارف ہے ۔

بعد ازاں اسی موقعہ پر فرمایا ۔ کہ عارف ہر وقت وسوسہ عشق میں رہتا ہے ۔ اور قدرت خدا کی آفرینش میں متحیر رہتا ہے ۔ اگر کھڑا ہے تو بھی دوست کے وہم میں ۔ اگر بیٹھا ہے تو بھی دوست کا ذکر کرتا ہے ۔ اگر سویا ہے ۔ تو دوست کے خیال میں متحیر ہے ۔ اور اگر جاگتا ہے ۔ تو بھی دوست کے حجاب عظمت کے گرد طواف کرتا ہے ۔

بعد ازاں فرمایا ۔ کہ اہل عشق صبح کی نماز ادا کر کے جائے نماز پر سورج نکلنے تک قرار پکڑتے ہیں ۔ ان کا مقصد اس سے یہ ہوتا ہے ۔ کہ دوست کی نظر میں قبول ہو ویں ۔ اور انوار کی تجلی ان پر دم بدم ہو ۔

پھر فرمایا ۔ کہ جب ایسا شخص صبح کی نماز ادا کر کے جائے نماز پر قرار پکڑتا ہے ۔ تو فرشتے کو حکم ہوتا ہے ۔ کہ جب تک وہ نہ اٹھے اس کے پاس آ کر اس کے لئے بخشش مانگے ۔

پھر اسی موقعہ کے مناسب فرمایا ۔ کہ خواجہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ اپنے عمدہ میں لکھتے ہیں ۔ اور ۱۵۲ اسرار الٰہی کا اشارہ ہے ۔ کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شیطان کو غمگین دیکھ کر سبب دریافت فرمایا ۔ عرض کی کہ آپ کی امت کے چار گروہوں کے سبب ۔ اول مؤذن جو بانگ کہتے ہیں ۔ اس واسطے کہ جب وہ اذان کہتے ہیں ۔ تو جو سنتا ہے ۔ وہ اذان کے جواب میں مشغول ہو جاتا ہے ۔ کہنے والے اور سننے والے سب بخشے جاتے ہیں ۔ دوسرے جو جہاد کے لئے باہر نکلتے ہیں ۔ تو ان کے گھوڑوں کے سموں کی آواز سے ۔ جب وہ

تکبیر کہتے ہیں۔ اور خدا کے لئے لڑتے ہیں۔ تو حکم ہوتا ہے۔ کہ ان کو مع اُن کے متعلقین کے بخشدو۔ تیسرے وہ گروہ جو کسبِ حلال سے روزی کماتے ہیں۔ اور درویش۔ جب وہ حلال کی کمائی کھاتے ہیں۔ اور اوروں کو کھلاتے ہیں۔ تو اللہ تعالےٰ اُن کو بخشتا ہے۔ چوتھے وہ لوگ جو صبح کی نماز ادا کر کے سورج نکلنے تک وہیں بیٹھے رہتے ہیں۔ اور پھر نماز اشراق ادا کرتے ہیں۔ شیطان نے عرض کی۔ کہ یا رسول اللہ۔ جس روز میں ملکوت میں تھا۔ تو میں نے لوح محفوظ میں لکھا دیکھا تھا۔ کہ جو شخص صبح کی نماز ادا کر کے سورج نکلنے تک یادِ الٰہی میں مشغول رہے۔ اور پھر اشراق کی نماز ادا کرے۔ تو اللہ تعالےٰ مع اس کے ستّر ہزار متعلقین کے اُسے بخشتا ہے اور دوزخ کے عذاب سے خلاصی عنایت کرتا ہے +

بعد ازاں فرمایا۔ کہ میں نے فقہ الاکبر میں لکھا دیکھا ہے۔ امام المتقین ابو حنیفہ کوفی روایت فرماتے ہیں۔ کہ ایک کفن چور چالیس سال تک کفن چراتا رہا۔ آخر جب مرا۔ تو اُسے خواب میں دیکھا کہ بہشت میں ٹہل رہا ہے۔ اس کا سبب پوچھا۔ تو بولا۔ کہ مجھ میں ایک چیز تھی۔ وہ یہ کہ جب میں صبح کی نماز ادا کرتا تھا۔ تو سورج نکلنے تک یاد الٰہی میں مشغول رہ کر پھر اشراق کی نماز ادا کرتا حق تعالےٰ چونکہ اندک پذیر اور بسیار بخش ہے۔ اُس نے اس کی برکت سے مجھے بخشدیا میرے افعال کا کچھ خیال نہ کیا۔ اور مجھے اس درجہ پر پہنچا دیا +

پھر اسی موقع کے مناسب فرمایا۔ کہ عارف کو جب حالت ہوتی ہے۔ اور اس چیز میں محو ہوتا ہے۔ تو اس حالت میں اگر کئی ہزار مُلک جن میں عجیب و غریب چیزیں ہوں۔ اس کے پیش کی جائیں۔ تو وہ اُن کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتا۔ مگر اسی چیز میں دیکھتا ہے۔ جو اُن کے لئے نازل ہوئی ہے۔ عارف کی ایک علامت تو یہی ہے۔ کہ وہ ہر وقت تبسم میں رہتا ہے۔ جس وقت عارف مسکراتا ہے۔ اُسوقت عالم ملکوت میں مقرب اُسے دکھائی دیتے ہیں۔ پس جو کچھ ان سے ظاہر ہوتا ہے۔ وہ اس کے مسکرانے کا سبب ہوتا ہے +

بعد ازاں فرمایا۔ کہ عرفان میں ایک حالت ہوتی ہے۔ جب وہ حالت اُن پر طاری ہوتی ہے۔ تو ایک ہی قدم میں عرش سے حجاب عظمت تک کا فاصلہ طے کر لیتے ہیں۔ اور وہاں سے حجاب کبریا تک پہنچ جاتے ہیں۔ پھر دوسرے قدم میں اپنے مقام پر آ پہنچتے ہیں +

پھر خواجہ صاحب آبدیدہ ہوئے۔ کہ عارف کا سب سے کم درجہ یہی ہے۔ لیکن وہ جو کامل ہیں۔ اُن کا درجہ اللہ تعالےٰ ہی جانتا ہے۔ کہ کہانتک ہے۔ کہاں تک پہنچتے ہیں اور کب واپس آتے ہیں۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ +

مجلس ۲

جمعرات کے روز قدمبوسی کی دولت نصیب ہوئی۔ اس وقت جنابت کے بارے میں گفتگو ہو رہی تھی۔ مولانا بہاؤالدین بخاری اور مولانا شہاب الدین محمد بغدادی حاضر خدمت تھے زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ انسان کے ہر بال تلے جنابت ہے پس لازم ہے کہ جس جس بال کے نیچے جنابت ہے۔ وہاں پانی پہنچائے۔ اور اپنے بالوں کو تر کرنا چاہئے۔ اگر ایک بال بھی خشک رہ جائیگا۔ تو قیامت کے دن وہی بال اس سے جھگڑیگا +

پھر فرمایا۔ کہ فتاوئ ظہیریہ میں میں نے لکھا دیکھا ہے۔ کہ آدمی کا منہ پاک رہتا ہے جب تک جُنب کی حالت میں رہے۔ جو کچھ پانی وغیرہ پیئے۔ وہ ناپاک نہیں ہوتا۔ اگر وہ بے طہارت ہے یا جنبی ہے یا حائض۔ مومن ہو خواہ کافر اس کا منہ پاک ہے +

بعد ازاں اسی بارے میں فرمایا۔ کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے تھے کہ ایک صحابی نے اٹھکر پوچھا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اگر کوئی جنبی ہو۔ اور گرم ہوا چلتی ہو۔ اور پسینے سے کپڑے تر ہو جائیں۔ تو وہ کپڑے ناپاک ہو جائینگے۔ یا نہیں۔ فرمایا نہیں۔ آپ دہن پاک ہے۔ اگر کپڑے کو لگ جائے۔ تو ناپاک نہیں ہوتا +

بعد ازاں اس موقعہ کے مناسب فرمایا۔ کہ میں نے خواجہ عثمان ہارونی رحمتہ اللہ علیہ کی زبانی سنا ہے کہ جب آدم علیہ السلام بہشت سے باہر دنیا میں آئے۔ اور حوا کے ساتھ صحبت کا اتفاق ہوا تو جبرائیل علیہ السلام نے آکر کہا۔ اٹھکر غسل کرو۔ جب غسل کیا۔ تو بہت خوش ہوئے۔ کہا اے بھائی جبرائیل اس غسل کا کچھ اجر۔ جواب ملا۔ آپ کے بدن کے ہر بال کے بدلے ایک سال کی عبادت کا ثواب۔ اور پانی کا ہر ایک قطرہ جو آپ کے بدن سے چھوتا ہے۔ اس سے اللہ تعالٰے نے ایک ایک فرشتہ پیدا کیا ہے۔ جو روز قیامت تک عبادت کریگا۔ اور اس عبادت کا ثواب آپ کو ملیگا۔ پوچھا اے بھائی جبرائیل! یہ ثواب میرے ہی لئے ہے یا میرے فرزندوں کے لئے بھی۔ جواب ملا۔ جو تیرا فرزند مومن ہوگا۔ اور حلال غسل کریگا۔ اس کے بدن کے بالوں کی تعداد کے موافق اتنے ہی سالوں کی عبادت اس کے نامۂ اعمال میں لکھی جائیگی۔ اور جو قطرے اس کے بدن سے گرینگے ہر قطرے کے عوض ایک فرشتہ اللہ تعالٰے پیدا کریگا۔ جو قیامت تک تسبیح و تہلیل میں مشغول رہینگے۔ اور اس کا ثواب اس مومن کو ملے گا جب خواجہ صاحب نے یہ بات ختم کی تو روئے اور فرمایا۔ کہ یہ فائدے اس شخص کے بارے میں ہیں۔ جو حلال غسل کرتا ہے اور جو حرام غسل کرتا ہے تو اسکے ہر بال کے بدلے ایک سال کے گناہ اسکے نامۂ اعمال میں لکھے جاتے ہیں۔ اور ہر ایک قطرے سے جو اس کے

بدن سے گرتا ہے۔ ایک شیطان پیدا ہوتا ہے۔ قیامت تک جو بدی اس شیطان سے ہوتی ہے۔ وہ اُس شخص کے ذمے لکھی جاتی ہے +

+ پھر فرمایا۔ راہِ شریعت کے چلنے والوں کا شروع یہ ہے۔ جب لوگ شریعت میں ثابت قدم ہو جاتے ہیں۔ اور شریعت کے تمام فرمان بجا لاتے ہیں۔ اور اُن کے بجا لانے میں ذرہ بھر تجاوز نہیں کرتے۔ تو اگر وہ دوسرے مرتبے پر پہنچتے ہیں۔ جسے طریقت کہتے ہیں۔ اس کے بعد جب بمعہ شرائط طریقت میں ثابت قدم ہوتے ہیں۔ اور تمام احکام شریعت کے کما حقہ بجا لاتے ہیں۔ تو معرفت کے مرتبے کو پہنچ جاتے ہیں۔ جب معرفت کو پہنچتے ہیں۔ تو شناخت و شناسائی کا مقام آجاتا ہے۔ جب اِس مقام پر بھی ثابت قدم ہو جاتے ہیں۔ تو درجہ حقیقت کو پہنچتے ہیں۔ اِس مرتبے پر پہنچکر جو کچھ طلب کرتے ہیں۔ پالیتے ہیں +

پھر فرمایا۔ کہ ایک مرتبہ مَیں نے ایک بزرگ سے عارف کی تعریف یوں سُنی۔ کہ عارف وہ ہے جو دونوں جہان سے قطع تعلق کرے۔ پھر مقام فردانیت پر پہنچے۔ کیونکہ یہ راہ وہی شخص اختیار کرسکتا ہے۔ جو سب سے بیگانہ بن جائے +

اسی موقعہ پر پھر فرمایا۔ کہ نماز ایک امانت ہے۔ جو اللہ تعالےٰ نے بندوں کے سپرد کی ہے پس بندوں پر واجب ہے۔ کہ اِس امانت میں کسی قسم کی خیانت نہ کریں +

پھر فرمایا۔ جب انسان نماز ادا کرے۔ تو رکوع و سجود کو کما حقہٗ بجا لائے۔ اور ارکانِ نماز اچھی طرح ملحوظ رکھے +

پھر فرمایا۔ کہ صلوٰۃ مسعودی میں مَیں نے لکھا دیکھا ہے۔ کہ جب لوگ نماز اچھی طرح ادا کرتے ہیں۔ اور اُس کے تمام حقوق بجا لاتے ہیں۔ اور رکوع اور سجود اور قرأۃ و تسبیح کو ملحوظ رکھتے ہیں۔ تو فرشتے اِس نماز کو آسمان پر لیجاتے ہیں۔ پھر اِس نماز سے نور شائع ہوتا ہے اور آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ جب وہ نماز عرش کے نیچے لائی جاتی ہے۔ تو حکم ہوتا ہے کہ سجدہ کرو اور نماز ادا کرنیوالے کیلئے بخشش مانگو۔ کیونکہ وہ تیرے حقوق اچھی طرح بجا لایا ہے۔ پھر خواجہ صاحب روئے۔ اور فرمایا۔ کہ یہ تو اچھی طرح نماز ادا کرنیوالوں کے حق میں ہے لیکن جو ارکانِ نماز کو بخوبی ملحوظ نہیں رکھتے۔ جب اُن کی نماز کو فرشتے آسمان پر لے جانا چاہتے ہیں۔ تو آسمان کے دروازے نہیں کھلتے۔ اور حکم ہوتا ہے۔ کہ اِس نماز کو لیجا کر اسی نمازی کے منہ پر دے مارو۔ پھر نماز زبانِ حال سے کہتی ہے کہ جس طرح تو نے مجھے ضائع کیا ہے۔ خدا تجھے ضائع کرے +

پھر اسی موقعہ پر فرمایا۔ ایک مرتبہ میں بخارا میں دستار بندوں کے بیچ بیٹھا تھا۔ تو اُن سے یہ حکایت سُنی۔ کہ ایک مرتبہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو نماز ادا کرتے ہوئے دیکھا۔

جو رکوع وسجود میں نماز کا حق اچھی طرح ادا نہیں کرتا۔ جب وہ نماز سے فارغ ہؤا۔ تو پوچھا کہ کتنے عرصہ سے اس طرح نماز ادا کر رہا ہے۔ عرض کی۔ یا رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم چالیس سال سے ایسی ہی نماز ادا کرتا آیا ہوں۔ فرمایا۔ اِس چالیس سال میں تو نے کوئی نماز ادا نہیں کی۔ اگر تو مر جائیگا تو میری سنت پر نہیں مریگا ۞

پھر فرمایا۔ کہ میں نے خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ کی زبانی سُنا ہے۔ کہ قیامت کے دن سب سے پہلے نماز کا حساب انبیاء اولیاء اور ہر ایک مسلمان سے پوچھینگے۔ جو اس حساب سے عہدہ برآ نہیں ہو سکیگا۔ وہ عذاب دوزخ میں مبتلا ہوگا ۞

پھر فرمایا۔ ایک مرتبہ کا ذکر ہے۔ کہ میں شام کے قریب ایک شہر میں تھا جس کا نام میری یاد سے اُتر گیا ہے۔ اُس کے باہر ایک غار تھی۔ جس میں ایک بزرگ شیخ اوحد محمد الواحد غزنوی رہتا تھا۔ اور جس کے وجود مبارک پر چمڑا ہی چمڑا تھا۔ سجادے پر بیٹھا ہؤا تھا۔ اور دو شیر اُس کے پاس کھڑے تھے۔ میں شیروں کے ڈر کے مارے پاس نہ جا سکتا تھا۔ جب اسکی نگاہ مجھ پر پڑی تو فرمایا آجاؤ ڈرو نہیں۔ جب میں پاس گیا۔ تو آداب بجا لا کر بیٹھ گیا۔ پہلی بات جو بزرگ نے مجھ سے کی یہ تھی۔ کہ اگر تو کسی کا ارادہ نہ کریگا۔ تو وہ تیرا بھی ارادہ نہ کریگا۔ یعنی شیر کی کیا ہستی ہے کہ تو اُس سے ڈرتا ہے۔ پھر فرمایا۔ کہ جب تیرے دِل میں خوف خدا ہو گا۔ تمام تجھ سے ڈرینگے۔ شیر کی کیا حقیقت ہے۔ وہ لوگوں سے بھی نہیں ڈریگا۔ اِس قسم کی بہت سی باتیں بیان فرمائیں۔ پھر پوچھا کہاں سے آنا ہؤا؟ عرض کی بغداد سے۔ فرمایا۔ آنا مبارک ہو۔ لیکن لازم ہے۔ کہ تو درویشوں کی خدمت کرے۔ تا کہ بزرگ بن جائے۔ لیکن سُنو! مجھے اِس غار میں رہتے ہوئے کئی ایک سال گذر گئے ہیں۔ اور تمام خلقت سے گوشہ نشینی اور تنہائی اختیار کی ہے۔ لیکن تیس سال سے ایک چیز کے سبب رو رہا ہوں۔ اس ڈر سے دن رات روتا ہوں۔ میں نے پوچھا وہ کیا۔ فرمایا۔ جب میں نماز ادا کرتا ہوں۔ تو اپنے آپ کو دیکھکر روتا ہوں۔ کہ اگر ذرہ بھر شرط نماز ادا نہ ہوئی۔ تو سب کچھ کیا کرایا ضائع جائیگا۔ اُسی وقت یہ طاعت میرے منہ پر دے مارینگے پس اے درویش! اگر تو نماز کے حق سے عہدہ برآ ہووے۔ تو واقعی تو نے بڑا کام کیا ہے۔ نہیں تو تو اپنی عمر ضائع کریگا۔ پھر یہ حدیث بیان فرمائی۔ کہ رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ کے نزدیک کوئی گناہ دُنیا میں اور کوئی دشمن قیامت میں اِس سے بڑھکر نہیں کہ نماز کو با شرائط ادا نہ کیا جائے ۞

پھر فرمایا۔ کہ میرے بدن پر جو ہڈیاں اور چمڑا دکھائی دیتا ہے یہ اسی سبب سے ہے کہ مجھے معلوم نہیں کہ آیا مجھ سے نماز کا حق ادا ہؤا بھی ہے یا نہیں۔ یہ بات کہتے ہوئے ایک غیب سے آواز

اس کے پاس ہی تھا۔ اس کی ساری گفتگو کا لب لباب یہ تھا کہ نماز کا عہدہ بڑا بزرگ عہدہ ہے اگر سلامتی کے ساتھ اس سے عہدہ برآ ہو سکے۔ تو خلاصی پاجاتا ہے۔ نہیں تو شرمندہ رہتا ہے اور یہ چہرہ کسی کو نہیں دکھلا سکتا ٭

پھر خواجہ صاحب نے آبدیدہ ہو کر فرمایا۔ کہ اے درویش! نماز دین کا رکن ہے۔ اور رکن ستون ہوتا ہے پس جب ستون قائم ہوگا۔ تو گھر بھی قائم ہوگا۔ جب ستون نکل جائیگا۔ تو چھت فوراً گر پڑیگی۔ چونکہ اسلام اور دین کے لئے نماز بمنزلہ ستون ہے جب نماز کے اندر فرض سنت۔ رکوع اور سجود میں خلل آئیگا۔ تو حقیقت اسلام اور دین وغیرہ خراب ہو جائینگے ٭

بعد ازاں فرمایا۔ کہ صلوٰۃ مسعودی کی شرح میں امام زاہد رحمۃ اللہ علیہ واصعہ میں لکھتے ہیں۔ کہ اللہ تعالٰے نے کسی عبادت میں ایسی تاکید و تشدید نہیں کی۔ جیسی کہ نماز کے بارے میں ٭

پھر اسی موقعہ فرمایا۔ کہ امام جعفر صادق رح روایت کرتے ہیں۔ کہ اللہ تعالٰے نے قرآن مجید میں جابجا نصیحت کی ہے۔ بعض ان میں سے بہ لفظ مدح خطاب ہے۔ اور بعض بطور ترغیب اور بعض بطور ترہیب (خوف دلانا) سات سو مقام پر ایسی نصیحتیں کی ہیں۔ کہ نماز قائم کرو۔ کیونکہ یہ دین کا ستون ہے۔ تفسیر میں یہ لکھا ہے۔ کہ قیامت کے روز پچاس مختلف مقامات پر مختلف سوال ہر آدمی سے پوچھے جائینگے۔ پہلے مقام پر اگر ایمان اور اس کی شرائط و صفات اور شناخت باریتعالٰے سے بال بھر بھی بیان نہیں کر سکیگا۔ تو وہیں سے سیدھا دوزخ بھیج دیا جائیگا۔ بعد ازاں دوسرے مقام پر نماز و فریضہ کی بابت سوال کرینگے اگر عہدہ برآ ہوگا۔ تو بہتر نہیں تو وہیں سے دوزخ میں بھیجدیا جائیگا۔ پھر تیسرے مقام پر سنت نبوی کی بابت سوال ہونگے۔ اگر ان سے عہدہ برآ ہوگا۔ تو رہا کیا جائیگا۔ ورنہ موکلوں کے ہاتھ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا جائیگا۔ کہ یہ شخص آپ کی امت سے ہے۔ جس نے سنت کے ادا کرنے میں کوتاہی کی ہے۔ جب ان فوائد کو ختم کر چکے۔ تو زار زار رو دیئے۔ اور یہ الفاظ زبان مبارک سے فرمائے۔ کہ افسوس ہے اس شخص پر جو قیامت کے دن پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے شرمندہ ہو۔ ایسے شخص کو کہاں جگہ ملیگی۔ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے شرمندہ ہوگا۔ تو کس کے پاس جائیگا۔ جب خواجہ صاحب یہ فوائد ختم کر چکے۔ تو ہر شخص اپنے مقام کو واپس گیا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک ٭

مجلس ۳

بدھ کے روز قدمبوسی کا شرف حاصل ہوا۔ سمرقند کی طرف کے چھ درویش حاضر خدمت تھے مولانا بخاری بھی حاضر تھے۔ جو خواجہ صاحب کی بھی خدمت میں رہتے تھے۔ پھر اوحدالدین کرمانی بھی

آکر آداب بجا لائے۔ اور بیٹھ گئے۔ گفتگو اس بارے میں ہو رہی تھی۔ کہ نماز فریضہ میں اس قدر تاخیر کیجائے کہ وقت گذر جائے۔ اور قضا کر کے ادا کریں۔ آپنے زبان مبارک سے فرمایا۔ وہ کیسے مسلمان ہیں۔ جو نماز وقت پر ادا نہیں کرتے۔ ادائیں قدر دیر کرتے ہیں۔ کہ وقت گذر جاتا ہے! انکی مسلمانی پر بیس ہزار افسوس۔ جو اللہ تعالےٰ کی بندگی میں کوتاہی کرتے ہیں +

پھر فرمایا۔ کہ میرا گذر ایسے شہر میں ہوا۔ جہاں پر یہ رسم تھی۔ کہ وقت سے پہلے نماز کے لئے تیار ہو جاتے تھے: میں نے ان سے پوچھا۔ کہ اس میں کیا حکمت ہے؟ کہ تم سب وقت سے پہلے ہی تیار ہو جاتے ہو۔ کہا سبب یہ کہ جب وقت ہو۔ تو فوراً نماز ادا کرلیں جب تیار نہ ہونگے تو شائد وقت گذر جائے۔ پھر یہ منہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلّم کو کس طرح دکھا سکیں گے کیونکہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ "عجّلوا بالتّوبۃ قبل الموت وعجّلوا بالصلوٰۃ قبل الفوت" مرنے سے پہلے توبہ کے لئے جلدی کرو۔ اور نماز فوت ہونے سے پیشیر نماز کے لئے جلدی کرو +

بعد ازاں فرمایا۔ کہ امام یحییٰ حسن زندوسی رحمۃ اللہ علیہ کے روضہ میں واسطہ میں میں نے لکھا دیکھا ہے کہ مولانا حسام محمد بخاری سے جو میرے استاد تھے سُنا ہے کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ "من اکبر الکبائر جمع بین الصّلوٰتین" یعنے سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ نماز فریضہ میں اس قدر تاخیر کی جائے کہ وقت گذر جائے۔ اور پھر دو نمازیں اکٹھی ادا کی جائیں +

بعد ازاں فرمایا۔ کہ میں خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں حاضر تھا۔ آپ سے میں نے حدیث سُنی جس کی روایت ابوہریرہؓ نے کی ہے۔ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔ کہ کیا میں تمہیں منافقوں کی نماز بتاؤں۔ عرض کی جناب فرمایئے۔ فرمایا۔ جو شخص دیگر کی نماز میں اس قدر تاخیر کرے کہ سورج کی روشنی میں فرق آجائے۔ اور اس کا رنگ زردی مائل ہو جائے۔ پھر عرض کی۔ کہ وقت مقرر فرمائیں۔ فرمایا۔ اس کا ٹھیک وقت یہ ہے کہ آفتاب نے اپنا اصلی رنگ بدلا نہ ہو۔ یعنی زرد نہ پڑ گیا ہو۔ جاڑے اور گرمی میں یہی حکم ہے +

بعد ازاں فرمایا۔ میں نے فقہ ہدایہ میں شیخ الاسلام خواجہ عثمان ہارونیؒ کے ہاتھ کی لکھی ہوئی یہ حدیث دیکھی ہے۔ حدیث شریف "اسفروا بالفجر لانّہ اعظم للاجر" یعنی صبح کی نماز سفیدی میں ادا کرو۔ تاکہ ثواب زیادہ ہو۔ ظہر کی نماز میں سنّت طریقہ یہ ہے کہ اس قدر تاخیر کی جائے کہ ہوا سرد ہو جائے۔ اور جاڑے میں جب سایہ ڈھلے۔ تو ادا کی جائے چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے "ابردوا بالظہر فانّ شدّۃ الحرّ من فیح جہنم" یعنی گرمی میں ظہر کی نماز ٹھنڈے وقت ادا کرو +

بعد ازاں فرمایا۔ کہ ایک مرتبہ خواجہ بایزید بسطامی علیہ الرحمۃ سے صبح کی نماز قضا ہو گئی۔ تو اس قدر روئے اور آہ و زاری کی۔ کہ بیان نہیں ہو سکتی۔ آواز آئی کہ اے بایزید! تو اس قدر آہ و زاری کیوں کرتا ہے۔ اگر صبح کی ایک نماز فوت ہو گئی۔ تو ہم نے تیرے نامۂ اعمال میں ہزار نماز کا ثواب لکھ دیا ہے +

پھر فرمایا۔ کہ تفسیر محبوب قریشی میں لکھا دیکھا ہے۔ کہ جو شخص پانچوں نمازیں با وقت ادا کرتا ہے۔ وہ قیامت کے دن اس کی راہ نما بنتی ہیں +

بعد ازاں فرمایا۔ کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ جس کی نماز نہیں۔ اس کا ایمان نہیں +

پھر فرمایا۔ کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں: "لا ایمان لمن لا صلوٰۃ لہ" جس کی نماز نہیں اُسکا ایمان نہیں +

اسی موقعہ پر پھر فرمایا۔ کہ میں نے شیخ الاسلام خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ سے سُنا کہ امام زاہد کی تفسیر میں لکھا ہے "فَوَیْلٌ لِّلْمُصَلِّیْنَ الَّذِیْنَ ھُمْ عَنْ صَلَاتِھِمْ سَاھُوْنَ" یعنی ویل دوزخ میں ایک کنوآں ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ دوزخ کی ایک وادی ہے۔ جس میں سخت سے سخت عذاب ان لوگوں کو ہوگا۔ جو نماز میں غفلت کرتے ہیں +

پھر ویل کی تفسیر یوں فرمائی۔ کہ ویل نے ستر ہزار مرتبہ اللہ تعالےٰ سے رو کر پوچھا۔ کہ ایسا سخت عذاب کن لوگوں کو ہوگا؟ حکم ہوا۔ اُن کے لئے جو نماز کو وقت پر ادا نہیں کرتے۔ اور قضا کرتے ہیں +

پھر فرمایا۔ کہ ایک مرتبہ امیر المومنین عمر خطاب رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے شام کی نماز ادا کی اور جب آسمان کی طرف دیکھا تو ستارہ دکھائی دیا۔ غمناک ہو کر آپ اندر چلے گئے اور اس کے کفارے میں ایک غلام آزاد کیا۔ اس کا سبب یہ تھا۔ کہ حکم ہے۔ کہ جب سورج غروب ہو۔ فوراً نماز ادا کرو۔ کیونکہ ایسا کرنا سنت ہے +

بعد ازاں صدقے کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی تو فرمایا۔ کہ جو بھوکے کو کھانا کھلاتا ہے۔ اللہ تعالےٰ قیامت کے روز اس کے اور دوزخ کے مابین سات پردے حائل کر دیگا۔ جن میں سے ہر ایک پردہ پانسو سالہ راہ کے برابر بڑا ہوگا۔ پھر کچھ دیر جھوٹ کہنے کے بارے میں گفتگو ہوئی۔ تو فرمایا جس نے جھوٹی قسم کھائی۔ گویا اُس نے اپنے خاندان کو ویران کیا۔ اُس گھر سے برکت اٹھائی جاتی ہے +

پھر فرمایا۔ کہ ایک مرتبہ بغداد کی جامع مسجد میں ایک ذاکر مولانا عماد الدین بخاری نام رہتے

تھے۔ جو نہایت ہی صالح مرد تھے۔ یہ حکایت میں نے اُن سے سُنی۔ کہ ایک مرتبہ اللہ تعالےٰ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے دوزخ کے بارہ میں گفتگو کر رہا تھا۔ کہ فرمایا اے موسیٰ! میں نے دوزخ میں ایک وادی ہاویہ پیدا کی ہے۔ جو ساتواں دوزخ ہے۔ اور سب سے خوفناک اور سیاہ ہے اور اس کی آگ بھی سیاہ اور نہایت تیز ہے۔ اِس میں سانپ بچھو بکثرت ہیں۔ وہ گندھاک کے پتھروں سے ہر روز تپایا جاتا ہے۔ اگر اس گندھاک کا ایک قطرہ دنیا میں آپڑے۔ تو تمام پانی خشک ہو جائے۔ اور تمام پہاڑ گل جائیں۔ اور اس کی گرمی سے زمین پھٹ جائے۔ اے موسیٰ! ایسا عذاب دو شخصوں کے لئے بنایا ہے۔ ایک وہ جو نماز ادا نہیں کرتا۔ دوسرے وہ جو میرے نام کی جھوٹی قسم کھاتا ہے۔

پھر فرمایا۔ کہ ایک بزرگ خواجہ محمد اسلم طوسی نامی نے ایک مرتبہ کسی کام کی خاطر سچی قسم کھائی اسوقت وہ حالت سکر میں تھا۔ جب حالت صحو میں آیا۔ تو پوچھا۔ کہ کیا میں نے آج قسم کھائی ہے۔ کہا ہاں۔ فرمایا چونکہ آج سچی قسم کھانے پر میرے نفس نے جرأت کی ہے۔ کل جھوٹی قسم کی جرأت کریگا۔ اس لئے بہتر ہے کہ جب تک میں زندہ رہوں بات ہی نہ کروں۔ اس کے بعد چالیس سال تک زندہ رہے لیکن کسی سے کلام نہ کی۔ یہ اس سچی قسم کا کفارہ تھا جو اس نے ایک مرتبہ کھائی۔

بعد ازاں دعاگو نے التماس کی۔ کہ اگر خواجہ صاحب کو ضرورت پڑتی تھی۔ تو کیا کرتے تھے۔ فرمایا۔ اشاروں سے کام لیتے۔ جب یہ فوائد ختم ہوئے تو سارے آداب بجا لاکر اپنے اپنے گھر واپس گئے۔ اور خواجہ صاحب یاد الٰہی میں مشغول ہوئے۔

مجلس ۴

سوموار کے روز پابوسی کا شرف حاصل ہوا۔ اُس روز شیخ شہاب الدین سہروردی خواجہ اجل شیرازی اور شیخ سیف الدین باخرزی رحمۃ اللہ علیہم زیارت کے لئے آئے ہوئے تھے۔ بات اس بارے میں شروع ہوئی۔ کہ محبت میں صادق کون ہوتا ہے۔ آپ نے زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ محبت میں صادق وہ ہوتا ہے کہ جب دوست سے مصیبت آئے۔ تو رغبت سے اُسے قبول کرے۔ بعد ازاں شیخ شہاب الدین سہروردی نے فرمایا۔ کہ محبت میں صادق وہ ہوتا ہے۔ کہ جس پر شوق اور اشتیاق اسقدر غالب ہو۔ کہ اگر لاکھ تلوار بھی اُس کے سر پر ماری جائے تو اُسے کوئی خبر نہ ہو۔

بعد ازاں خواجہ اجل شیرازی نے فرمایا۔ کہ دوستی مولا میں وہ شخص صادق ہوتا ہے۔ کہ اگر اس کا ذرہ ذرہ کر دیا جائے۔ اور آگ میں جلا کر خاکستر بھی کر دیا جائے۔ تو بھی دم نہ مارے۔

بعد ازاں شیخ سیف الدین باخرزی نے فرمایا۔ کہ دوستی مولا میں وہ شخص صادق ہوتا ہے۔

کہ جیسے ہمیشہ چوٹ لگے۔ اور مشاہدہ دوست میں اس چوٹ کو بھول جائے۔ اور اس پر کوئی اثر نہ ہو۔ پھر شیخ الاسلام خواجہ معین الدین ادام اللہ تقواہٗ نے فرمایا۔ کہ یہ بات شیخ شہاب الدین میں پائی جاتی ہے۔ اس واسطے کہ اسرار اولیاء میں میں نے لکھا دیکھا ہے کہ ایک مرتبہ رابعہ بصری، خواجہ حسن بصری، مالک دینار، اور خواجہ شفیق بلخی رحمۃ اللہ علیہم سب بصرے میں ایک جگہ بیٹھے تھے۔ اور گفتگو صدق محبت کے بارے میں ہو رہی تھی۔ خواجہ حسن بصری نے فرمایا۔ کہ مولا کی دوستی میں وہ شخص صادق ہے۔ کہ جب اُسے رنج و درد ہو۔ تو صبر کرے۔ رابعہؒ نے فرمایا۔ کہ اے خواجہ! اس سے غرور کی بُو آتی ہے۔ پھر مالک دینار نے فرمایا۔ کہ مولیٰ کی دوستی میں وہ صادق ہے۔ جو ہر بلا میں جو دوست کی طرف سے اس پر آئے رضا طلبی کرے۔ اور اس پر راضی رہے رابعہؒ نے فرمایا۔ اس سے بہتر ہونا چاہیئے۔

بعد ازاں خواجہ شفیق نے فرمایا۔ کہ مولیٰ کی دوستی میں وہ شخص صادق ہے کہ اگر اس کا ذرہ ذرہ بھی کر دیا جائے۔ تو بھی دم نہ مارے۔ رابعہؒ نے فرمایا۔ کہ جب اُسے رنج والم پہنچے۔ تو وہ اُسے دوست کے مشاہدہ میں بھول جائے۔ پھر خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ ہم بھی اس بات کا اقرار کرتے ہیں۔ مر شیخ سعید الدین باخرزی نے فرمایا۔ کہ صدق محبت اسی کا نام ہے۔

پھر ہنسی کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ تو زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ دراصل جو خندہ اور قہقہہ ایک کبیرہ گناہ ہے وہی خندہ و قہقہہ اہل سلوک میں ہے۔ فرمایا۔ کہ خندہ و قہقہہ جائز تو ہے لیکن قبرستان میں نہیں چاہیئے۔ کیونکہ وہ عبرت کا مقام ہے نہ کہ کھیل کود کا۔ حدیث میں آیا ہے کہ جب کوئی شخص قبرستان سے گذرتا ہے تو مُردے کہتے ہیں کہ اے غافل! اگر تجھے معلوم ہو جائے۔ کہ تجھے کیا پیش آنا ہے۔ تو تیرے جسم کا گوشت و پوست گر پڑے۔

بعد ازاں زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ ایک مرتبہ میں اور شیخ احد کرمانی کرمان میں مسافر تھے۔ وہاں پر ایک بوڑھے کو جو حد سے زیادہ بزرگ صاحب نعمت اور یاد الٰہی میں مشغول تھا دیکھا لیکن جیسا اُس بزرگ کو مشغول دیکھا۔ ویسا کسی کو بھی نہیں دیکھا۔ الغرض جب میں نے اُسے دیکھا تو سلام کیا معلوم ہوا کہ گویا اس میں گوشت و پوست ہے ہی نہیں۔ صرف روح ہی روح ہے۔ وہ بزرگ بات بھی بہت کم کرتا تھا۔ میرے دل میں خیال آیا۔ کہ اس بزرگ سے ماجرا پوچھوں۔ تو کیوں ایسا لاغر و ناتوان ہو گیا ہے۔ وہ روشن ضمیر تھا۔ پیشتر اس کے کہ میں پوچھوں۔ خود ہی فرمایا کہ اے درویش! ایک روز میں ایک یار کے ہمراہ قبرستان سے گذرا۔ ایک قبر کے نزدیک تھوڑی دیر ٹھیرے۔ جب بیٹھے تو اتفاقاً کوئی ایسی بات ہوئی۔ جس کے سبب مجھے ہنسی آئی۔ اور قہقہہ لگا کر ہنسا۔ قبر سے آواز آئی کہ اے غافل! جس کو ایسا مقام در پیش ہو۔ اور ساتھی کا

حریف ملک الموت ہو۔ اور اُس کا غمخوار خاک کے نیچے سانپوں اور بچھوؤں کے بس میں ہو۔ اسے ہنسی سے کیا کام۔ جونہی آواز سُنی میں آہستہ اُٹھ کھڑا ہوا۔ اور دوست کا ہاتھ چوم کر اُسے تو روانہ کیا اور خود نماز میں آبیٹھا۔ اور اس ہیبت سے اپنے آپ میں پگھلنا شروع کیا۔ آج چالیس سال ہونے آئے۔ کہ مَیں نے اسی شرم کے مارے آسمان کی طرف نہیں دیکھا۔ اور نہ ہی مُسکرایا ہوں۔ میں شرمندہ ہوں کہ قیامت کے دن کیا منہ دکھاؤں گا۔

بعد ازاں اسی بارے میں آپ نے ایک بزرگ کی حکایت سنائی۔ جیسے خواجہ عطائی سلمیؒ کہتے تھے۔ اور جس نے چالیس سال تک آسمان کی طرف نہیں دیکھا تھا۔ جب سبب پوچھا گیا۔ کہ کیوں اسقدر روتا ہے؟ تو کہا۔ قبر کے ڈر اور قیامت کے خوف سے۔

بعد ازاں اس سے آسمان کی طرف نہ دیکھنے کی وجہ پوچھی۔ تو کہا کہ مجھے شرم آتی ہے کیونکہ مَیں نے گناہ بکثرت کئے ہیں۔ اور مجلسوں میں خندے اور قہقہے لگائے ہیں۔ اس واسطے میں اوپر کی طرف نہیں دیکھتا تھا۔ اور نہ ہی آسمان کی طرف دیکھتا ہوں۔ اس حکایت کے بعد ایک اور کی حکایت بیان فرمائی۔ کہ خواجہ فتح موصلی جو بندۂ طریقت تھے۔ آٹھ سال تک روتے رہے۔ چنانچہ آپ کے رخساروں پر گوشت و پوست نہ رہا۔ جب وفات کے بعد خواب میں دیکھ کر آپ سے پوچھا گیا۔ کہ اللہ تعالےٰ نے آپکے ساتھ کیا برتاؤ کیا۔ کہا بخشدیا لیکن جب اوپر لے گئے۔ اور عرش کے نیچے پہنچے تو میں نے سجدہ کیا لیکن ڈرتا تھا۔ اور کانپتا تھا۔ آواز آئی کہ فتح! تو اسقدر کیوں روتا ہے؟ کیا میرا غفار ہونا تجھے معلوم نہیں۔ مَیں نے سر سجدہ میں رکھدیا۔ اور مناجات کی۔ کہ پروردگار! مجھے معلوم تو تھا لیکن میں عذاب قبر اور ہیبت قبر اور ملک الموت کی سختی سے ڈر کر روتا تھا۔ کہ اس تنگ لحد میں میری کیا حالت ہوگی۔ بعد ازاں حکم ہوا۔ کہ چونکہ اس سے تو ڈرتا تھا۔ واپس چلا جا کہ میں نے تمہیں اس خوف سے رہائی دی اور تجھے بخشدیا۔

پھر فرمایا۔ کہ ایک مرتبہ سیوستان میں خواجہ عثمان ہارونی کے ہمراہ میں سفر کر رہا تھا۔ ایک جھونپڑی میں ایک درویش شیخ صدرالدین محمد احمد سیوستانی کو دیکھا۔ جو ازحد یادِ الٰہی میں مشغول تھا۔ اور بزرگ تھا۔ میں چند روز اُس کی صحبت میں رہا۔ جو شخص جھونپڑی میں آتا محروم نہ جاتا۔ عالم غیب سے کچھ نہ کچھ لاکر اسے دیتا اور یہ کہتا۔ کہ اس درویش کو دعائے ایمان سے یاد کرو۔ اگر میں اپنا ایمان گور میں سلامت لیجاؤنگا تو گویا میں بڑا کام کرونگا۔ الغرض جب وہ بزرگ موت اور قبر کی ہیبت کو سُنتا۔ تو بید کی طرح کانپتا۔ اور اس کی آنکھوں سے خون جاری ہوجاتا۔ گویا پانی کا چشمہ ہے۔ اس کے بعد سات رات دن تک وہ روتا رہتا۔ لیکن کھڑے ہوکر اور آنکھیں آسمان کی طرف کئے ہوئے رکھ اس کا رونا دیکھ کر ہمیں بھی رونا آجاتا۔ جب رونے سے فارغ ہوتا۔ تو بیٹھ کر ہماری طرف مخاطب

ہو کر کہنا۔ اے عزیزو! جسے موت آنی ہے۔ اور ملک الموت کا ساحریف اُسکا پیچھا کئے ہوئے ہے اور نیز روز قیامت کا سا دن اس کے پیش آنا ہے۔ اُسے خواب و قرار اور خندہ و خوشدلی سے کیا واسطہ۔ اور دوسرے کام میں مشغول ہونا اسے کس طرح بھلا معلوم ہوتا ہے۔ پھر فرمایا۔ اے عزیزو! اگر تم کو مردوں کا حال جو چیونٹیوں اور سانپوں کے بس میں ہیں۔ اور مٹی کے قید خانے میں بند ہیں۔ ذرہ بھر بھی معلوم ہو جائے۔ جو اُن سے معاملہ ہو رہا ہے۔ تو کھڑے کھڑے نمک کی طرح پانی بن جاؤ۔

پھر فرمایا اے عزیزو! میں نے ایک مرتبہ بصرہ میں ایک بزرگ کو دیکھا۔ جو از حد یاد الٰہی میں مشغول تھا۔ اُس کے ساتھ میں قبرستان میں گیا۔ وہ صاحب کشف تھا۔ ایک قبر کے پاس ہم دونوں بیٹھ گئے۔ کیا دیکھتا ہے کہ اُس مردے کو بڑا سخت عذاب کر رہے ہیں۔ جب اس بزرگ نے دیکھا تو نعرہ مار کر گر پڑا۔ جب میں نے دیکھا تو معلوم ہوا کہ مر گیا ہے۔ ایک گھڑی بعد نمک کی طرح پانی بن کر غائب ہو گیا۔ جیسا خوف اُس بزرگ پر طاری ہوتے دیکھا کسی میں نہ دیکھا تھا نہ سنا تھا۔

پھر فرمایا۔ کہ میں ایسا اپنے آپ میں محو ہوں۔ کہ ہر روز اپنے آپ میں گھلتا ہوں تیس سال بعد میں نے تم سے گفتگو کی ہے۔ پس اے عزیزو! جس قدر لوگ خلقت میں مشغول رہتے ہیں۔ کیوں اپنے کام میں نہیں مشغول ہوتے۔ کیونکہ جس قدر خلقت میں مشغول ہوتے ہیں۔ اُسی قدر خالق سے دور جا پڑتے ہیں پس جا کر توشے کی تیاری کرو۔ کیونکہ ہم سب کو ایک دن پیش آنیوالا ہے۔ ممکن ہے کہ ہم ایمان سلامت لیجائیں۔ یہ کہکر دو کھجوریں جو اُس کے پاس تھیں سب مجھے دیں۔ اور خود اٹھکر رونے میں مشغول ہو گیا۔ اور پھر عالم تحیر میں محو ہو گیا۔ بعد ازاں خواجہ صاحب زار زار روئے۔ اور فرمایا۔ اے درویش! مجھے اُس خدا کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے۔ کہ اس دن سے لے کر آجتک ہر روز موت اور قبر کی ہیبت سے گھلا جاتا ہوں۔ میرے پاس نہ سواری ہے نہ توشہ۔ جس کی وجہ سے اس خوف سے بے کھٹکے ہو جاؤں۔

پھر فرمایا۔ کہ قبرستان میں عمداً کھانا کھانا یا پانی پینا کبیرہ گناہ ہے۔ جو عمداً کھائے۔ وہ ملعون اور منافق ہے۔ کیونکہ گورستان عبرت کا مقام ہے نہ کہ حرص و ہوا کا۔

پھر اسی موقعہ کے مناسب یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ میں نے امام یحیٰی ابو الخیر زندویستی کے روضے میں لکھا دیکھا ہے۔ کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:- من اکل فی المقابر طعاماً اوشرابًا فھو ملعون ومنافق۔ جس نے قبرستان میں کچھ کھایا پیا وہ ملعون اور منافق ہے۔

بعد ازاں اسی موقعہ کے مناسب یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ ایک مرتبہ خواجہ حسن بصری کا گذر قبرستان سے ہوا تو کیا دیکھتے ہیں۔ کہ کچھ مسلمان قبرستان میں بیٹھ کر کھا پی رہے ہیں۔ پاس جا کر

پوچھا۔ کہ بھائیو! تم منافق ہو یا مسلمان! ان کو یہ بات ناگوار معلوم ہوئی۔ خواجہ صاحب سے یہ سلوک کرنا چاہا۔ خواجہ صاحب نے فرمایا۔ میں نے اس واسطے پوچھا ہے۔ کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ جو قبرستان میں کھانا کھائے۔ وہ منافق ہے۔ اس واسطے کہ یہ عبرت کا مقام ہے جیسا کہ تم دیکھتے ہو۔ یہاں تم جیسے اور تم سے بہتر خاک میں سوئے پڑے ہیں۔ اور چیونٹیوں اور سانپوں کے بس میں ہیں۔ اور قید میں گرفتار۔ ان کا گوشت و پوست گل سڑ گیا ہے۔ اور ان کا جمال خاک میں مل گیا ہے۔ تم نے اپنے ہاتھوں ان عزیزوں کو خاک میں دفن کیا ہے۔ تمہارا دل کس طرح چاہتا ہے یہاں بیٹھ کر کھانا کھاؤ۔ اور کھیل کود میں مشغول ہو۔ جب خواجہ صاحب نے یہ کہا۔ تو سب نے فوراً توبہ کی۔ کہ ہمیں بخشو۔ ہم اس سے باز آئے۔

بعد ازاں خواجہ صاحب نے اسی موقعہ کے مناسب ایک اور حکایت بیان فرمائی۔ کہ میں نے ریاحین میں لکھا دیکھا ہے۔ کہ ایک مرتبہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ آدمیوں کو دیکھا جو ہنسی اور کھیل کود میں مشغول تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر کر سلام کہا۔ تو سب اٹھے۔ اور پھر سر زمین پر رکھ دیئے۔ اور غلاموں کی طرح دست بستہ کھڑے ہو گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا۔ بھائیو! کیا تم موت سے بے کھٹکے ہو؟ سب نے ایک زبان ہو کر عرض کی نہیں۔ پوچھا اعمال کے ڈر سے بچ گئے ہو؟ عرض کی نہیں۔ پوچھا۔ پل صراط سے گذر گئے ہو؟ عرض کی نہیں۔ فرمایا پھر کیوں ہنسی اور کھیل کود میں مشغول ہو؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نصیحت نے ان پر ایسا اثر کیا کہ بعد ازاں کسی نے ان کو ہنستے نہ دیکھا۔

پھر خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ مشائخ طبقات اولیاء صفات طریقت۔ امامان دین اور خواجگان معرفت دنیا و مافیہا سے بیزار ہیں کیونکہ انہیں ہیبت و حیرت کا عذاب دکھائی دیتا ہے۔

پھر فرمایا کہ مرتبہ سوم میں جسے اہل سلوک بھی گناہ کبیرہ خیال کرتے ہیں۔ یہ ہے کہ اس سے بڑھ کر کوئی کبیرہ گناہ نہیں۔ کہ مسلمان بھائی کو بغیر سبب تکلیف دی جائے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ "الذین یؤذون المؤمنین بغیر ما اکتسبوا فقد احتملوا بھتاناً و اثماً مبیناً" مسلمان بھائی کو ستانا کبیرہ گناہ ہے۔ اس میں خدا اور رسول دونوں ناراض ہوتے ہیں۔

بعد ازاں خواجہ صاحب نے حکایت بیان فرمائی۔ کہ ایک بادشاہ نے رعیت پر ظلم و تعدی کر کے ملک کو برباد کر رکھا تھا۔ اور بڑی تکلیف دیتا تھا۔ مدت بعد اسی بادشاہ کو بغداد میں کسی مسجد کے پاس کھڑے ہوئے دیکھا۔ کہ سر اور داڑھی کے بال بکھرے ہوئے ہیں۔ اور گرد آلود ہیں۔ پہلی حالت بالکل بدل چکی ہے۔ اور بدن پر خاک ڈالی ہوئی ہے۔ ایک شخص نے اسے پہچان کر پوچھا۔ کہ تو وہی بادشاہ ہے۔

جو مکہ میں لوگوں پر ظلم و تعدی کرتا تھا۔ شرمندہ ہو کر جواب دیا۔ تو نے مجھے کس طرح پہچانا۔ کہا۔ میں نے تجھے اُس دن نعمت و دولت میں دیکھا ہے۔ جب تو خلقِ خدا پر رحم نہیں کرتا تھا۔ بلکہ اُلٹا ظلم و تعدی کرتا تھا۔ کہا۔ ہاں۔ اس وقت میں بے سبب خلقِ خدا کو تکلیف پہنچاتا تھا۔ اور اُن پر ظلم کرتا تھا۔ اس واسطے اپنا کیا پا لیا +

بعد ازاں خواجہ صاحب نے ایک اور حکایت بیان فرمائی۔ کہ ایک مرتبہ بغداد میں دریا کے کنارے ایک جھونپڑی دیکھی۔ جس میں ایک بزرگ رہتا تھا۔ جب میں جھونپڑی میں آیا۔ تو سلام کہا۔ سلام کا جواب اس نے اشارے سے دیا۔ اور اشارے ہی سے فرمایا۔ کہ بیٹھ جا۔ کچھ دیر میں بیٹھا۔ تو مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا اے درویش! قریباً پچاس سال سے میں نے گوشۂ تنہائی اختیار کیا ہے۔ جس طرح تم جہان میں سفر کر رہے ہو۔ اسی طرح میں سفر کرتا تھا۔ میں نے ایک دنیادار بزرگ کو ایک شہر میں دیکھا۔ جو خلقِ خدا کو بین دین میں ستاتا تھا۔ میں نے اُسے کچھ نہ کہا۔ نہ اُسے باز رکھا۔ میں دیکھ کر چلا آیا فرشتے نے آواز دی۔ کہ اے درویش! اگر حق کی خاطر اس دنیادار کو کہہ دیتا۔ کہ اللہ تعالےٰ سے ڈر۔ اور خلقت سے زیادتی نہ کر۔ تو وہ تیرے کہنے سے باز آجاتا۔ لیکن تو اس بات سے ڈر گیا۔ کہ وہ دنیادار جو مہربانی تجھ پر کرتا ہے۔ شائد نہ کرے۔ جب سے میں نے غیب کی آواز سُنی۔ مارے شرمندگی کے کئی سال سے اس کٹیا میں رہتا ہوں۔ اور قدم باہر نہیں رکھتا۔ اِس اندیشے میں ہوں۔ کہ اگر قیامت کو مجھ سے اس معاملے کی بابت پوچھا جائیگا تو کیا جواب دونگا پس اے درویش! اس روز سے میں نے قسم کھائی ہے۔ کہ میں کسی طرف نہیں نکلونگا۔ تاکہ کسی فعل کو دیکھ کر اس کا گواہ نہ بننا پڑے۔ بعد ازاں جب شام کا وقت ہوا۔ تو دو اسے جَو کی روٹیاں۔ آش کا ایک پیالہ۔ اور ایک کوزہ پانی کا اُترا۔ میں نے اور اس فقیر نے اکٹھا افطار کیا جب میں وہاں سے روانہ ہوا۔ تو اُس نے دو سیب مصلے تلے سے نکال مجھے دیئے۔ میں آداب بجا لاکر واپس چلا آیا +

بعد ازاں زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ سلوک میں جو نقارتہ یہ ہے۔ کہ یہ بھی کبیرہ گناہ ہے۔ کہ جب اللہ تعالےٰ کا نام سُنے۔ یا کلام اللہ سُنے۔ تو اُس کا دل نرم نہ ہو۔ اور ہیبت الٰہی سے اس کا اعتقاد ایمان میں زیادہ نہ ہو۔ پس اگر عیاذاً باللہ ذکرِ الٰہی یا قرآن مجید سُنتے وقت سننے والوں کے دل نرم نہ ہوں۔ یا ان کا اعتقاد ایمان میں زیادہ نہ ہو۔ بلکہ ہنسی اور کھیل کود میں مشغول ہوں۔ تو گناہ کبیرہ ہے۔ جیسا خود اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ انما المؤمنون الذین اذا ذکر اللہ وجلت قلوبھم واذا تلیت علیھم ایٰاتہ زادتھم ایماناً وعلیٰ ربھم یتوکلون +

امام زاہد تفسیر میں لکھتے ہیں۔ کہ اِس آیت کے معنی یوں ہیں۔ کہ حقیقت میں مومن وہ لوگ

ہیں۔ کہ جب اللہ تعالے کا نام سُنتے ہیں۔ تو اُن کا اعتقاد ایمان میں زیادہ ہوجاتا ہے۔ جس وقت ذکرِ الٰہی سُنتے ہیں۔ یا کلام الٰہی۔ اسوقت جو ہنستے ہیں۔ وہ ضرور بالضرور منافق ہیں ؎

پھر اسی موقعہ کے مناسب فرمایا۔ کہ ایک مرتبہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ آدمیوں کو دیکھا۔ کہ ذکرِ خدا کرتے ہیں۔ مگر ہنسی اور کھیل کود میں مصروف ہیں۔ اور ذکر سے ان کے دل نرم نہیں ہوتے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر فرمایا۔ یہ منافقوں کا نیسرا گروہ ہے۔ جن کا دل کلام الٰہی سُنتے وقت نرم نہیں ہوتا ؎

پھر حکایت بیان فرمائی۔ کہ ابراہیم خواص نے کچھ آدمیوں کو دیکھا۔ جو ذاکر تھے۔ اور بیٹھ کر ذکر کر رہے تھے۔ جونہی خواجہ صاحب نے اللہ تعالے کا نام سُنا ایسا ذوق اور درد پیدا ہوا۔ کہ رقص کرنے لگے۔ سات دن رات رقص کرتے رہے۔ اور بیہوش رہے۔ جس وقت ہوش میں آتے۔ پھر خدا کا نام زبان پر لاتے۔ پھر بیہوش ہوجاتے۔ جب ہوش میں آگئے۔ تو تازہ وضو کر کے دوگانہ ادا کیا۔ اور سر سجدہ میں رکھکر یا اللہ کہا۔ اور جان بحق ہوئے۔ خواجہ صاحب نے یہ شعر پڑھا ؎

عاشق بہوائے دوست بیہوش بود   وز یادِ محبِ خویش مدہوش بود
فردا کہ بحشر خلق حیران باشد   نامِ تو درونِ سینہ وگوش بود

بعد ازاں خواجہ صاحب نے یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ ایک مرتبہ خواجہ یوسف چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ میں چند درویش صاحبِ جمال ونعمت دائرہ میں حاضر تھے۔ اور میں بھی موجود تھا۔ یہی شعر پڑھ رہے تھے۔ میں اور وہ درویش اس شعر کے سننے سے سات رات دن بیہوش رہے۔ اور رقص کرتے رہے۔ جب قوال اور شعر پڑھنا چاہتے۔ تو ہم یہی کہلواتے۔ ان درویشوں میں سے دو تو ایسے بیخبر ہوگئے۔ کہ زمین پر گر پڑے۔ اور درمیان سے غائب ہوگئے۔ جب خواجہ صاحب نے ان فوائد کو ختم کیا۔ تو تلاوت میں مشغول ہوئے۔ الحمد للہ علیٰ ذالک ؎

مجلس ۵

سوموار کے روز قدمبوسی کی دولت نصیب ہوئی۔ شیخ جلال الدین۔ شیخ محمد اوحد چشتی رہ اور دوسرے بزرگ حاضر خدمت تھے۔ اور بات اس بارے میں ہو رہی تھی۔ کہ پانچ چیزوں کو دیکھنا عبادت میں داخل ہے۔ بعد ازاں زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ ان پانچوں میں سے پہلی یہ ہے۔ کہ اپنے والدین کے چہرے کو دیکھا جائے۔ اسواسطے کہ حدیث میں ہے کہ جو فرزند دوستی خدا سے والدین کا چہرہ دیکھتا ہے۔ اس کے نامۂ اعمال میں ایک حج کا ثواب لکھا جاتا ہے۔ بعد ازاں فرمایا کہ ایک فاسق اور بدکار جوان فوت ہوا۔ تو اُسے خواب میں دیکھا کہ حاجیوں کے ساتھ

بہشت میں ٹہل رہا ہے۔ لوگوں کو تعجب ہوا۔ سبب دریافت کیا۔ کہا میری بڑھیا ماں تھی جب میں گھر سے نکلتا اُس کے قدموں پر سر رکھ دیتا۔ ماں دعا دیتی۔ کہ اللہ تعالےٰ تجھے بخشے۔ اور حج کا ثواب تیرے نصیب کرے۔ اللہ تعالےٰ نے اس کی دُعا قبول کر لی۔ اور مجھے بخش دیا۔ اب میں حاجیوں کے ساتھ بہشت میں ٹہل رہا ہوں۔ بعد ازاں ایک اور حکایت بیان فرمائی۔ کہ ایک دفعہ جب خواجہ بایزید بسطامی علیہ الرحمتہ سے پوچھا۔ کہ یہ مرتبہ آپ کو کس طرح حاصل ہوا۔ تو فرمایا۔ کہ میں ابھی سات سال کا تھا کہ مسجد میں اُستاد سے قرآن شریف پڑھنے جایا کرتا تھا۔ جب اس آیت پر پہنچا۔ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا۔ تو اُستاد سے اِس کا مطلب پوچھا۔ فرمایا حکم الٰہی ہے کہ جس طرح میری خدمت بجا لاتے ہو والدین کی بھی خدمت بجا لاؤ۔ اُستاد سے یہ سنتے ہی بستہ بند کر گھر آیا۔ اور ماں کے قدموں پر سر رکھ دیا۔ کہ اے ماں میں نے سُنا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے یوں فرمایا ہے۔ اللہ تعالےٰ سے میرے لئے کچھ مانگ میں کماحقہ تیری خدمت بجا لاؤں گا۔ جب والدہ سے یہ درخواست کی۔ تو انہوں نے رحم کھا کر دوگانہ ادا کرنے کے بعد میرا ہاتھ پکڑ کر قبلہ رُخ ہو کر خدا تعالےٰ کو سونپا۔ یہ دولت مجھے وہاں سے نصیب ہوئی جس کا سبب والدہ کی دعا تھی۔ دوسرے یہ کہ ایک مرتبہ موسم سرما میں رات کے وقت میری ماں نے آدھی رات کو پانی مانگا۔ میں کوزہ بھر کر ہاتھ پر رکھ کر حاضر ہوا۔ لیکن والدہ سو گئیں۔ میں نے نہ جگایا۔ چنانچہ رات کے آخری حصہ میں بیدار ہوئیں۔ تو مجھے کوزہ لئے کھڑا دیکھا۔ جب مجھ سے کوزہ لیا۔ تو سردی کے مارے میرا ہاتھ کوزے سے چپکا ہوا تھا۔ کوزے کے ساتھ ہی میرے ہاتھ کا چمڑا اکھڑ گیا۔ ماں نے ترس کھا کر میرا سر بغل میں لیا۔ اور چھاتی سے لگا کر بوسہ دیا۔ اور کہا اے جانِ مادر! تو نے بڑی تکلیف اٹھائی۔ یہ کہکر میرے حق میں دعا کی۔ کہ اللہ تعالےٰ تجھے بخشے۔ میری ماں کی دعا قبول ہوئی۔ اور یہ سب درجات اسی دُعا کی بدولت نصیب ہوئی۔

بعد ازاں فرمایا۔ کہ دوسری بات قرآن شریف کو دیکھنا ہے۔ اس واسطے کہ شرح اولیاء میں میں نے لکھا دیکھا ہے کہ جو شخص کلام اللہ کی طرف دیکھتا ہے یا پڑھتا ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ اسے دو ثواب دوں گا۔ ایک قرآن شریف پڑھنے کا۔ دوسرا قرآن شریف دیکھنے کا۔ اور ہر حرف کے بدلے دس نیکیاں عطا ہوتی ہیں۔ اور دس بدیاں مٹائی جاتی ہیں۔ بعد ازاں دعا گو نے التماس کی کہ مصحف مجید لشکر اور سفر میں ہمراہ لیجا سکتے ہیں۔ یا نہیں۔ فرمایا۔ اسلام کے شروع میں چونکہ کفار کا غلبہ تھا۔ اس لئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم قرآن شریف ہمراہ نہیں لیجایا کرتے تھے۔ کہ مبادا کفار کے ہاتھ آ جائے لیکن جب اسلام نے زور پکڑا۔ تو پھر ہمراہ لے جایا کرتے تھے۔

بعد ازاں اسی موقعہ پر فرمایا۔ کہ سلطان محمد غزنوی انار اللہ برہانہٗ کو وفات کے بعد خواب میں دیکھکر پوچھا۔ کہ اللہ تعالےٰ نے آپ سے کیا سلوک کیا۔ فرمایا۔ ایک رات میں ایک کے ہاں

مہمان تھا۔ ایک طاق میں قرآن شریف پڑا تھا۔ میں نے دل میں کہا۔ کہ قرآن شریف یہاں ہے۔ میں کس طرح سوؤنگا۔ پھر کہا۔ کہ قرآن شریف کسی اور مکان میں رکھدیا جائے پھر خیال آیا۔ کہ اپنے آرام کی خاطر میں کیوں اسے باہر بھیجوں۔ موت کے وقت اسی کے عوض بخشدیا گیا +

بعد ازاں زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ جو شخص قرآن شریف کو دیکھتا ہے اللہ تعالے کے فضل و کرم سے اسکی بینائی زیادہ ہو جاتی ہے۔ اور اس کی آنکھ کبھی نہیں دکھتی۔ اور نہ خشک ہوتی ہے +

پھر اسی موقعہ کے مناسب فرمایا کہ ایک مرتبہ ایک بزرگ سجادے پر بیٹھا ہوا تھا۔ اور سامنے قرآن شریف رکھا تھا۔ ایک نابینے نے آکر التماس کی۔ کہ میں نے بہت سے علاج کئے۔ مگر آرام نہیں ہوا اب آپ کے پاس آیا ہوں۔ تاکہ میری آنکھیں ٹھیک ہو جائیں۔ میں آپ سے فاتحہ کے لئے ملتجی ہوں۔ اس بزرگ نے قبلہ رخ ہو کر فاتحہ پڑھا۔ اور قرآن شریف اٹھا کر اس کی دونوں آنکھوں پر ملا۔ جس سے اس کی آنکھیں چراغ کی طرح روشن ہو گئیں +

بعد ازاں فرمایا۔ کہ جامع الحکایات میں میں نے لکھا دیکھا ہے۔ کہ پہلے زمانہ میں ایک فاسق جوان تھا جس کی بدکاری سے مسلمانوں کو نفرت آتی تھی۔ بہتیرا اسے منع کرتے لیکن ایک نہ سنتا۔ الغرض جب مر گیا تو اسے خواب میں دیکھا۔ کہ سر پر تاج رکھے خرقہ پہنے فرشتوں کے ہمراہ بہشت میں جا رہا ہے۔ اس سے پوچھا کہ تو تو بدکار تھا۔ یہ دولت کہاں سے نصیب ہوئی۔ جواب دیا۔ کہ دنیا میں مجھ سے ایک نیکی ہوئی۔ وہ یہ کہ جہاں کہیں قرآن شریف دیکھ لیتا۔ کھڑے ہو کر بڑی عزت کی نگاہوں سے اسے دیکھتا۔ اللہ تعالے نے اسی کی بدولت مجھے بخشدیا۔ اور یہ درجہ عنائیت فرمایا +

بعد ازاں زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ تیسرا مرتبہ یہ ہے کہ اگر کوئی شخص علماء کی طرف دیکھے۔ تو اللہ تعالے ایک فرشتہ پیدا کرتا ہے جو قیامت تک اس کے لئے بخشش مانگتا رہتا ہے +

بعد ازاں فرمایا۔ کہ جس دل میں علماء اور مشائخ کی محبت ہو۔ ہزار سال کی عبادت اس کے نامۂ اعمال میں لکھی جاتی ہے۔ اگر اسی اثناء میں مر جائے۔ تو اسے علماء کا درجہ ملتا ہے۔ اور اس مقام کا نام علیین ہوتا ہے +

پھر فرمایا۔ کہ فتاوئ ظہیریہ میں لکھا دیکھا ہے۔ کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ جو شخص علماء سے آمد و رفت رکھے۔ اور سات دن ان کی خدمت کرے۔ اللہ تعالے اس کے سارے گناہ بخشدیتا ہے۔ اور سات ہزار سال کی نیکی اس کے نامۂ اعمال میں لکھتا ہے۔ ایسی نیکی کہ دن کو روزہ رکھے۔ اور رات کھڑے ہو کر گذارے +

پھر یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ پہلے زمانہ میں ایک آدمی تھا۔ جو علماء اور مشائخ کو دیکھ کر

از روئے حسد مُنہ پھیر لیتا. جب وہ مرگیا۔ تو لوگوں نے اُس کا رُخ قبلہ کی طرف کرنا چاہا لیکن دہ ہُوا۔ غیب سے آواز آئی۔ اسکو کیوں تکلیف دیتے ہو۔ اُس نے دنیا میں علماء اور مشائخ سے رُوگردانی کی ہے۔ اِس لئے ہم اپنی رحمت سے اس کا مُنہ پھیر دیتے ہیں۔ اور قیامت کے دن ریچھ کی صُورت میں اسکا حشر کرینگے ۔

بعدازاں فرمایا۔ کہ چوتھا مرتبہ خانہ کعبہ کا دیکھنا ہے۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ جو شخص خانہ کعبہ کی زیارت کریگا۔ عبادت میں داخل ہوگا۔ اس کی زیارت سے ہزار سال کی عبادت اور حج کا ثواب اس کے نامۂ اعمال میں لکھا جائیگا۔ اور اولیاء کا درجہ اُسے نصیب ہوگا ۔

بعدازاں فرمایا۔ کہ پانچواں مرتبہ اپنے پیر کو دیکھنا۔ اور اُس کی خدمت کرنا ہے۔ میں نے "معرفتہ المریدین" میں لکھا دیکھا ہے۔ کہ شیخ عثمان ہارونی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ جو شخص اپنے پیر کی خدمت کما حقہٗ ایک روز بجا لائے۔ اللہ تعالےٰ بہشت میں مروارید کے ہزار محل اسے عنایت کریگا۔ اور ہزار سال کی عبادت کا ثواب اس کے نامۂ اعمال میں لکھا جائیگا ۔

بعدازاں فرمایا۔ کہ مرید کو لازم ہے۔ کہ جو کچھ پیر کی زبان سے سُنے۔ اس پر بڑی کوشش سے عمل کرے۔ اور پیر کی خدمت بجا لائے۔ اور حاضر خدمت رہے۔ اگر متواتر خدمت بجا لا نہ سکے تو کم از کم اِس بات کی کوشش ضرور کرے ۔

بعدازاں اسی موقعہ کے مناسب حکایت بیان فرمائی۔ کہ ایک مرتبہ کسی زاہد نے سو سال خدا کی اِس طرح عبادت کی۔ کہ دن کو روزہ رکھتا اور رات کو کھڑا رہتا۔ کوئی دم یاد الٰہی سے غافل نہ رہتا۔ جو اس کے پاس آتا اسے وہ نصیحت کرتا۔ آنے جانے کو کہتا۔ کہ قرآن شریف میں اللہ تعالےٰ جلشانہٗ فرماتا ہے۔ "وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنَ" یعنے اے بندو! تمہیں صرف عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔ نہ کہ کھانے پینے اور غافل رہنے کے لئے۔ پس اے مسلمانو! ہمیں واجب ہے۔ کہ کسی کام میں دست اندازی نہ کریں۔ مگر عبادت اور طاعت الٰہی میں۔ الغرض جب زاہد فوت ہوا۔ تو اُسے خواب میں دیکھکر پوچھا۔ کہ اللہ تعالےٰ نے تم سے کیسا برتاؤ کیا۔ کہا مجھے بخشدیا۔ پوچھا کس عمل کے بدلے۔ جواب دیا میں دن رات بیدار رہتا اور کسی وقت آرام نہ لیتا۔ لیکن یہ عمل خدا نے پسند نہ فرمایا۔ بلکہ میری بخشش کا سبب یہ تھا۔ کہ میں اپنے پیر کی خدمت کیا کرتا تھا۔ اس لئے حکم ہُوا۔ کہ چونکہ تم نے اپنے پیر کی خدمت میں کوتاہی نہیں کی۔ اِس لئے ہم نے تجھے بخشدیا ۔

بعدازاں خواجہ صاحب نے آبدیدہ ہو کر فرمایا۔ کہ قیامت کے دن صدیق اولیاء اور مشائخ

وغیرہ کو ایسی حالت میں مبعوث کرینگے۔ کہ ان کے کندھوں پر گودڑی ہوگی۔ اُدھر گودڑی لٹکی ہوئی دھاگے ہونگے۔ اُن کے مرید اور فرزند اُن دھاگوں میں لٹک جائینگے۔ اور ایک ایک دھاگا مضبوط پکڑینگے۔ جب خلق خدا حشر قیامت سے فارغ ہو جائیگی۔ تو اللہ تعالےٰ اُنہیں قوت عنایت کریگا۔ اور وہ پلصراط کے قریب پہنچ جائینگے۔ اس گودڑی کے وسیلے مرید و فرزند تیس ہزار سالہ راہ اور قیامت کے عذابوں سے بآسانی گذر کر بہشت میں جا پہنچینگے۔ مجال نہیں۔ کہ انہیں سختی لاحق ہو۔ جب خواجہ صاحب یہ فوائد ختم کر چکے۔ تو خلقت اور دعاگو واپس چلے آگئے۔ الحمد للہ علیٰ ذالک +

مجلس ۶

جمعرات کے روز قدمبوسی کی دولت نصیب ہوئی۔ اس وقت اللہ تعالےٰ کی قدرت کے بارے میں بات شروع ہوئی۔ شیخ برہان الدین چشتی اور شیخ محمد صفاہانی اور درویش بغدادی جامع مسجد میں حاضر خدمت تھے۔ زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ اللہ تعالےٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے ایسی چیزیں بھی پیدا کی ہیں! اگر انسان غور کرے۔ تو ایک پل میں دیوانہ ہو جائے +

بعد ازاں فرمایا۔ کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آرزو کی کہ اصحاب کہف کو دیکھیں حکم ہوا۔ کہ میں نے کہدیا ہے کہ تو دنیا میں انہیں نہیں دیکھ سکیگا۔ البتہ آخرت میں دکھا دونگا۔ اگر انہیں اپنے دین میں لانا چاہتا ہے۔ تو میں لا سکتا ہوں +

بعد ازاں فرمایا۔ کہ اپنے یاروں کو اس گودڑی پر بٹھا۔ گودڑی یاروں کو لے کر اصحاب کہف کی غار کے دروازے پر پہنچی۔ یاروں نے اصحاب کہف کو سلام کیا۔ اللہ تعالےٰ نے انہیں زندہ کیا۔ اور انہوں نے سلام کا جواب کہا۔ پھر یاروں نے دین نبوی اُن کو پیش کیا۔ جو اُنہوں نے قبول کیا +

پھر خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ کونسی چیز ہے جو اللہ تعالےٰ کی قدرت میں نہیں۔ مرد کو چاہئے کہ اسکے احکام کے بجا لانے میں کمی نہ کرے۔ پھر جو کچھ چاہیگا ملجائیگا۔ پھر آبدیدہ ہو کر فرمایا۔ کہ ایک مرتبہ میں اپنے خواجہ شیخ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر تھا۔ اور اور درویش بھی بیٹھے تھے۔ اور بات متقدمین کے مجاہدے کے بارے میں ہو رہی تھی۔ کہتے ہیں ایک بوڑھا نہایت لاغر عصا ہاتھ میں لئے ہوئے آیا۔ اور سلام کیا۔ سلام کا جواب دے کر شیخ عثمان ہارونی نے بڑی بشاشت سے اٹھ کر اسے اپنے پاس جگہ دی۔ اس بوڑھے نے بیان کیا۔ کہ تیس سال سے میرا لڑکا مجھ سے جدا ہے اسکے درد فراق سے میری حالت یہ ہو گئی ہے

مجھے اسکے مرنے جینے کی کوئی اطلاع نہیں - اب میں خواجہ صاحب کی خدمت میں آیا ہوں - کہ میرے لڑکے کے صحیح و سلامت آنے کی بابت دعا کریں - شیخ صاحب نے یہ سنتے ہی مراقبہ کیا - پھر سر اٹھا کر حاضرین کو فرمایا - کہ دعا کرو لڑکا صحیح و سلامت آجائے - جب دعا ختم کی - تو فرمایا جا بوڑھے - ایک لحظ بعد اپنے لڑکے کو ہمارے پاس لے آنا - جب بوڑھے نے سنا - تو آداب بجا لا کر روانہ ہوا - راستے میں اُسے سیار کیا دملی - کہ تیرا لڑکا آگیا ہے - گھر جا کر لڑکے کو دیکھا - اور طاقت کی - بوڑھے کی کمزور آنکھیں لڑکے کو دیکھ کر پھر روشن ہو گئیں - پچھلے پاؤں لڑکے کو خواجہ صاحب کی خدمت میں لایا - اور قدمبوسی کرائی - خواجہ صاحب نے لڑکے کو پاس بلا کر پوچھا کہ تو کہاں تھا - اُس نے کہا میں عین سمندر کے بیچ دیوؤں کی قید میں تھا - آج بھی اسی مقام پر بیٹھا تھا - کہ ایک درویش نے جو ہمشکل آپ کا تھا - آکر زنجیر توڑ ڈالی - اور میری گردن مضبوط پکڑ کر فرمایا - کہ میری پاؤں پر پاؤں رکھ اور آنکھ بند کر - پھر فرمایا کہ آنکھ کھول جب کھولی تو اپنے تئیں گھر کے دروازے پر پایا - یہ بات کہہ کر اور کچھ عرض کرنا چاہا لیکن خواجہ صاحب نے روک دیا - اس بوڑھے نے خواجہ صاحب کے قدموں پر سر رکھ دیا - کہ دیکھو مردانِ خدا باوجود اس قدرت کے اپنے تئیں پوشیدہ رکھتے ہیں ÷

پھر فرمایا - کہ کعب الاحبار سے روایت میں ہے - کہ اللہ تعالےٰ نے ایک ایسا فرشتہ پیدا کیا ہے - کہ اس کی بزرگی اور ہیبت کو خدا ہی جانتا ہے اس کا نام ہابیل ہے - اس فرشتے نے دو تو ہاتھ پھیلا رکھے ہیں - ایک مشرق میں اور دوسرا مغرب میں - اور لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی تسبیح پڑھتا ہے - اور روشنی کا موکل ہے - مشرق والے ہاتھ سے روشنی دیتا ہے اور مغرب والے ہاتھ سے تاریکی - اگر روشنی کو ہاتھ سے چھوڑ دے تو سارا جہان روشن ہو جائے - اور پھر کبھی رات نہ آئے - اگر تاریکی کو ہاتھ سے چھوڑ دے تو سارا جہان تاریک ہو جائے - اور کبھی دن نہ آئے نیز ایک تختی لٹکی ہوئی ہے جس پر سیاہ سفید لکیریں کھینچی ہوئی ہیں - وہ دیکھ کر کبھی زیادہ کرتا ہے اور کبھی کم - جب زیادہ کرتا ہے تو روشنی ہو جاتی ہے - اور جب کم کرتا ہے تو تاریکی چھا جاتی ہے - یہی وجہ ہے - کہ کبھی دن بڑے ہو جاتے ہیں - اور کبھی راتیں - خواجہ صاحب جب یہ فوائد ختم کر چکے - تو زار زار روئے - اور عالم سکر میں فرمایا - کہ اس راہ میں اللہ تعالےٰ کے ایسے مرد بھی ہیں - کہ جو معاملہ جہان میں گذرتا ہے - اور عجائبات قدرت سے جو وقوع میں آتا ہے - وہ سب ان کی پیش نظر ہے - اور اُسے دیکھتے ہیں - اور بندگانِ خدا کے روبرو وہ معاملہ پیش کرتے ہیں ÷

بعد ازاں اسی موقعہ پر فرمایا - کہ اللہ تعالےٰ نے ایک اور فرشتہ اس قدر ہیبت والا بنایا ہے -

کہ اُس کا ایک ہاتھ آسمان میں ہے۔ اور دوسرا زمین میں۔ آسمان والے ہاتھ سے ہوا کو نگاہ رکھتا ہے۔ اور زمین والے ہاتھ سے پانی کو۔ اگر پانی کو ہاتھ سے چھوڑ دے تو سارا جہان غرق ہو جائے اگر ہوا کو چھوڑ دے۔ تو جہان تہ و بالا ہو جائے +

بعد ازاں اسی موقعہ کے مناسب فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے کوہ قاف پیدا کیا ہے جو اتنا بڑا ہے کہ تمام دنیا کے گرد پھیلا ہوا ہے۔ اور دنیا و مافیہا اس کے اندر ہے۔ قرآن شریف میں لکھا ہے + رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کی تفسیر یوں بیان فرمائی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ پیدا کیا ہے۔ جو اس پہاڑ پر بیٹھا ہے۔ اس کی تسبیح یہ ہے "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ" اس کا نام قرنائیل ہے اور اس پہاڑ کا موکل ہے۔ کبھی وہ ہاتھ بند کرتا ہے کبھی کھولتا ہے۔ زمین کی رگیں اسی کے ہاتھ دے رکھی ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ زمین کو تنگ کرنا چاہتا ہے۔ تو فرشتے کو رگیں کھینچنے کا حکم دیتا ہے۔ جس سے چشمے خشک ہو جاتے ہیں۔ اور نباتات نہیں اُگتی۔ جب فراخ سالی کرنا چاہے تو رگیں کھولنے کا حکم دیتا ہے۔ جب خلقت کو ڈرانا چاہتا ہے تو رگوں کے ہلانے کا حکم دیتا ہے۔ جسے زلزلے کہتے ہیں پس جب حکم ہوتا ہے تو زمین ہلتی ہے +

بعد ازاں فرمایا۔ کہ میں نے شیخ الاسلام خواجہ عثمان ہارونی اور شیخ سیف الدین باخرزی رحمۃ اللہ علیہم کی زبانی سنا ہے کہ اسرار العارفین میں یوں لکھا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اس پہاڑ کو دنیا سے کئی گنا بڑا بنایا ہے۔ چنانچہ اس پہاڑ کے پیچھے چالیس اور جہان ہیں۔ ہر جہان میں اس کے چار سو حصے ہیں۔ ہر ایک حصہ اس دنیا سے چار گنا ہے۔ اس پہاڑ کے پیچھے کوئی تاریکی نہیں۔ اور نہ ہی وہاں رات ہوتی ہے۔ وہاں کی زمین سونے کی ہے۔ اور وہاں کے رہنے والے فرشتے ہیں۔ ان چالیس جہانوں کو نہ آدمی جانتے ہیں۔ نہ شیطان۔ نہ بہشت۔ نہ دوزخ جس روز سے اللہ تعالیٰ نے انہیں پیدا کیا ہے۔ سارے فرشتے "لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ" کہتے ہیں۔ ان چالیس کے پیچھے حجاب ہیں۔ اور ان کے پیچھے اور حجاب ہیں۔ جن کی بڑائی اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہے +

بعد ازاں فرمایا۔ کہ یہ پہاڑ ایک گائے کے سر پر رکھا ہے۔ جس کی بڑائی تیس ہزار سال کی راہ کے برابر ہے۔ گائے کھڑی ہوئی اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرتی ہے۔ اس کا سر مشرق میں اور اس کی دُم مغرب میں ہے +

بعد ازاں شیخ عثمان ہارونی رح نے قسم کھائی۔ کہ جس روز میں نے یہ حکایت شیخ مودود چشتی رح سے سنی۔ تو آپ نے مراقبہ کیا۔ ایک درویش حاضر خدمت تھا۔ دونوں غائب ہو گئے پھر آ موجود

ہوئے اس درویش نے قسم کھا کر کہا کہ میں اور شیخ مودود چشتی دونوں اس پہاڑ کے پاس تھے اور چالیس جہان جو خواجہ صاحب نے بیان کئے ہیں۔ واقعی ان میں ذرہ بھر فرق نہیں۔ ٹھیک اسی طرح ہیں۔ جیسا کہ خواجہ صاحب نے بیان کئے ہیں۔ اس مکاشفے کا سبب یہ تھا۔ کہ مجھے شک ہوا۔ آپ نے دوران حکایت میں اس شک کو معلوم کر لیا۔ اس وقت شیخ الاسلام خواجہ معین الحق والدین ادام اللہ تقواہٗ نے فرمایا۔ کہ درویش میں ایسی قوت باطنی ہونی چاہیئے۔ کہ اگر سننے والا حکایت اولیاء میں شک کرے۔ تو اسے وہ دکھا دیں۔ اور کرامت کی قوت سے اسے قائل کریں۔

پھر اسی موقعہ کے مناسب فرمایا۔ کہ ایک دفعہ میں سمرقند کی طرف مسافر تھا۔ امام ابواللیث کے محل کے قریب ایک بزرگ مسجد تیار کرا رہا تھا۔ ایک دانشمند کھڑا کہتا تھا۔ کہ محراب اس طرف رکھو۔ کیونکہ کعبہ اس طرف ہے۔ میں نے کہا کہ اس طرف نہیں۔ بلکہ اس طرف ہے۔ جدھر میں کہتا ہوں۔ بہتیرا میں نے کہا لیکن اس نے نہ مانا۔ میں نے اس کی گردن پکڑ کر کہا کہ دیکھو جدھر میں کہتا ہوں۔ ادھر ہی کعبہ ہے جب اس نے نظر اٹھائی تو کعبہ دکھائی دیا۔

بعد ازاں فرمایا۔ کہ اللہ تعالےٰ نے ایک ایسا سانپ پیدا کیا ہے کہ جس روز دوزخ پیدا کیا اس سانپ کو کہا کہ اے سانپ! یہ امانت میں تیرے حوالے کرتا ہوں۔ عرض کی میں فرمانبردار ہوں۔ آواز آئی۔ منہ کھول۔ منہ کھولا۔ تو اللہ تعالےٰ نے فرشتوں کو حکم دیا۔ کہ دوزخ اس کے منہ میں رکھ دو۔ جب رکھا گیا تو حکم ہوا۔ کہ منہ بند کر لے۔ اب دوزخ اس سانپ کے منہ میں ہے اور ساتویں زمین کے نیچے ہے۔ پس اگر دوزخ اس سانپ کے منہ میں نہ ہوتا۔ تو سارا جہان جل جاتا۔ اور ہلاک ہو جاتا۔

بعد ازاں فرمایا۔ کہ جب قیامت ہو گی۔ تو اللہ تعالےٰ فرشتوں کو حکم دیگا۔ کہ اس کے منہ سے دوزخ نکال لاؤ۔ دوزخ کے ہزار زنجیریں ہوں گی۔ اور ہر زنجیر میں ہزار فرشتہ لٹکا ہوگا وہ فرشتے اس قدر بڑے ہونگے کہ اگر اللہ تعالےٰ حکم کرے۔ تو ایک فرشتہ تمام مخلوقات کو ایک نوالہ بنا کر نگل جاوے پھر دوزخ تپایا جائیگا۔ جب ایک پھونک لگائینگے۔ تو قیامت برپا ہو گی۔ جب خواجہ صاحب نے یہ فوائد ختم کئے۔ تو فرمایا۔ کہ جو شخص اس عذاب سے بچنا چاہئے وہ فرمانبرداری کرے۔ کیونکہ خدا کے نزدیک اس طاعت سے بڑھ کر اور کوئی طاعت نہیں۔ میں نے عرض کی کہ وہ کونسی طاعت ہے۔ فرمایا۔ عاجزوں کی فریاد رسی۔ اور حاجتمندوں کی حاجت روائی۔ اور بھوکوں کو کھانا کھلانا ان سے بڑھ کر کوئی نیک کام نہیں ہے۔ جب خواجہ صاحب ختم کر چکے۔ تو خلقت اور میں واپس چلے آئے۔ الحمد للہ علےٰ ذالک۔

مجلس

بدھ کے روز قدمبوسی کا شرف حاصل ہوا۔ چند حاجی بھی آئے ہوئے تھے۔ اور بات فاتحہ کے بارے میں ہو رہی تھی۔ زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ مشائخ طبقات کے آثار میں میں نے لکھا دیکھا ہے کہ فاتحہ کو حاجت برآری کے لئے بکثرت پڑھنا چاہیئے۔ حدیث میں ہے کہ جسے کوئی مشکل کام پیش آئے۔ وہ حسب ذیل طریق سے سورۃ فاتحہ پڑھے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط الحمد للہ یعنی رحیم کے میم الحمد کے لام سے ملائے۔ اور آمین کے وقت تین مرتبہ آمین کہے۔ اللہ تعالےٰ اس مشکل کو حل کر دیگا۔

بعد ازاں فرمایا کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بیٹھے تھے۔ اور یار آنحضرت کے گرد اگرد بیٹھے تھے۔ فرمایا کہ مجھے اللہ تعالےٰ نے بہت سی کرامتیں عنایت فرمائی ہیں۔ جو کہ مجھ سے پہلے کسی پیغمبر پر نہیں ہوئیں۔ پھر فرمایا کہ میں بیٹھا تھا۔ کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آکر کہا۔ کہ حکم الٰہی ہے کہ میں نے تیرے پاس جو کتاب بھیجی ہے۔ اس میں ایک ایسی سورت ہے۔ کہ اگر وہ توریت میں ہوتی۔ تو موسیٰ علیہ السلام کی امّت سے کوئی شخص جہود نہ ہوتا۔ اگر انجیل میں ہوتی۔ تو کوئی عیسائی بُت پرست نہ ہوتا۔ اگر زبور میں ہوتی۔ تو کوئی شخص داؤد علیہ السلام کی امّت سے مغنی نہ بنتا۔ اس واسطے یہ بھیجی گئی ہے تاکہ اس کی برکت کے بعد تیری امّت اللہ تعالےٰ سے مدد حاصل کرے۔ اور قیامت کے دن دوزخ کے خوف و عذاب سے خلاصی پاوے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے پوچھا وہ کونسی سورت ہے۔ فرمایا۔ کہ وہ سورت فاتحہ ہے۔ پھر جبرائیل علیہ السلام نے کہا۔ مجھے اس خدا کی قسم۔ جس نے آپ کو پیغمبر بنا کر بھیجا۔ اگر روئے زمین کے دریا سیاہی اور تمام درخت قلم بن جاویں۔ اور ساتوں آسمان اور ساتوں زمینیں کاغذ ہو جائیں۔ اور ابتدائے عالم سے لے کر ہر ایک فرشتے اور آدمی اس کے فضائل لکھتے رہیں۔ تو اس کی ایک فضیلت بھی نہ لکھ سکیں۔

بعد ازاں خواجہ صاحب نے زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ سورۃ فاتحہ تمام دردوں اور بیماریوں کے لئے شفا ہے۔ جو بیماری کسی علاج سے درست نہ ہو۔ وہ صبح کی نماز کے فرضوں اور سنتوں کے درمیان اکتالیس مرتبہ مع بسم اللہ سورۃ فاتحہ پڑھ کر دم کرنے سے دور ہو جاتی ہے۔

بعد ازاں فرمایا۔ کہ حدیث میں ہے "الفاتحۃ شفاءٌ من کلِ داءٍ" یعنی سورۃ فاتحہ ہر درد کی دوا ہے۔

بعد ازاں فرمایا۔ ایک مرتبہ ہارون الرشید نور اللہ مرقدہٗ کو سخت بیماری لاحق تھی قریباً

دو سال سے زیادہ تک رہی۔ جب علاج سے عاجز رہا تو وزیر کو خواجہ فضیل عیاض رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بھیجا۔ کہ میں زحمت سے تنگ آگیا ہوں کسی علاج سے افاقہ نہیں ہوا۔ الغرض چونکہ شفا کا وقت پہنچ چکا تھا۔ خواجہ فضیل عیاض فوراً اٹھ کر ہارون رشید کے پاس آئے۔ اور اپنا دستِ مبارک اس کے بدن پر پھیر کر اکتالیس مرتبہ سورۃ فاتحہ پڑھ کر دم کیا۔ ابھی اچھی طرح دم نہ کیا تھا۔ کہ اسے صحت حاصل ہو گئی +

پھر اسی موقعہ کے مناسب فرمایا۔ کہ ایک مرتبہ امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ نے ایک بیمار کے اوپر سورۃ فاتحہ پڑھ کر دم کیا۔ اس وقت اُسے صحت ہو گئی۔ ایک اور آدمی اس کی بیمار پرسی کے لئے آیا۔ اور پوچھا کہ کیا حالت ہے۔ کس طرح صحت ہوئی۔ کہا امیر المؤمنین علی آئے تھے۔ اور سورۃ فاتحہ پڑھ کر دم کیا تھا۔ جس سے مجھے صحت حاصل ہوئی۔ ابھی بات ختم نہ کرنے پایا تھا۔ کہ پھر وہی بیماری لاحق ہوئی۔ جس سے وہ مر گیا۔ اس کا سبب بد اعتقادی اس کی تھی۔ آدمی کو ہر بات میں صدق سے کام لینا چاہئے۔ اور نیک عقیدہ رکھنا چاہئے۔ اگر بغیر فاتحہ بھی ہاتھ پھیرے۔ تو بھی شفا ہو جاتی ہے۔ سورت فاتحہ تمام دردوں کی دوا ہے +

بعد ازاں زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ تفسیر میں لکھا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے اور اور سورتوں کا ایک ایک نام رکھا ہے۔ اور سورت فاتحہ کے سات نام۔ فاتحۃ الکتاب سبع المثانی ام الکتاب ام القرآن سورۃ مغفرت سورہ رحمت۔ اور سورۃ الکنز رکھے ہیں۔ اس سورت میں سات حرف بالکل نہیں آئے۔ اوّل ث۔ کیونکہ یہ ثبور کا پہلا حرف ہے۔ اور فاتحہ کے پڑھنے والے کو ثبور سے کچھ واسطہ نہیں۔ دوئم جیم۔ جہنم کا پہلا حرف ہے۔ اس سے بھی پڑھنے والے کو کچھ سروکار نہیں۔ تیسرے ز۔ جو زقوم کا پہلا حرف ہے۔ اور الحمد کے پڑھنے والے کو زقوم سے کچھ واسطہ نہیں۔ چوتھے ش۔ شقاوت کا پہلا حرف ہے۔ جس سے سورۃ فاتحہ کے پڑھنے والے کو کچھ تعلق نہیں ہے۔ پانچویں ظ۔ جو ظلمت کا پہلا حرف ہے۔ جس سے الحمد پڑھنے والے کو ظلمت سے بھی کچھ واسطہ نہیں۔ چھٹے ف۔ فراق کا پہلا حرف ہے۔ جس سے الحمد پڑھنے والے کو کچھ سروکار نہیں۔ ساتویں خ۔ خواری کا پہلا حرف ہے۔ الحمد کے پڑھنے والے کو خواری سے بھی کچھ تعلق نہیں۔ اس سورت میں سات آئتیں ہیں۔ امام ناصر بستی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔ کہ اس سورت میں سات آئتیں ہیں۔ اور خدا نے انسان کے جسم میں ہفت اندام پیدا کئے ہیں۔ جو شخص اس کو پڑھتا ہے۔ وہ ساتوں دوزخوں سے محفوظ رہتا ہے +

پھر فرمایا۔ کہ مشائخ طبقات اور اہل سلوک لکھتے ہیں۔ کہ اس سورۃ میں ایک سو چوبیس حرف ہیں اور ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر گذرے ہیں۔ اس سورت کے ہر حرف کے بدلے ہزار پیغمبر کا ثواب

ہے۔ جو ملتا ہے ۞

پھر فرمایا۔ الحمد کے پانچ حرف ہیں۔ حق تعالیٰ نے پانچ وقت کی نماز فرمائی ہے جو شخص اسے پڑھتا ہے۔ تو جو نقص اس نے پانچوں نمازوں میں کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ قبول کر لیتا ہے ۞

پھر فرمایا۔ اللہ میں تین حرف ہیں۔ اگر پانچ الحمد کے ملاؤ۔ تو کل آٹھ ہو جاتے ہیں۔ اس کے پڑھنے والے کے لئے اللہ تعالیٰ بہشت کے آٹھوں دروازے کھول دیتا ہے تاکہ جس دروازے سے اس کی مرضی ہو داخل ہوئے۔ رب العالمین میں دس حرف ہوتے ہیں۔ دس اور آٹھ ملکر اٹھارہ ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اٹھارہ ہزار عالم پیدا کئے۔ جو شخص یہ اٹھارہ حرف پڑھتا ہے۔ اُسے اٹھارہ ہزار عالم کا ثواب ملتا ہے۔ الرحمٰن میں چھ حرف ہیں۔ چھ اور اٹھارہ مل کر چوبیس ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے دن رات کے چوبیس گھنٹے بنائے۔ جو بندہ ان چوبیس حروف کو پڑھتا ہے۔ وہ گناہوں سے ایسا پاک ہو جاتا ہے۔ گویا کہ آج ہی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے۔ الرحیم کے چھ حرف ہیں۔ چھ اور چوبیس مل کر تیس ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے پلصراط بمقدار تیس ہزار سالہ راہ بنایا ہے۔ جو بندہ ان تیس حرفوں کو پڑھتا ہے۔ وہ پلصراط سے بجلی کی طرح گذر جاتا ہے۔ مالک یوم الدین میں بارہ حرف ہیں۔ بارہ اور تیس ملا کر بیالیس ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے سال کے بارہ مہینے پیدا کئے۔ جو شخص ان بارہ حرفوں کو پڑھتا ہے۔ اس کے بارہ مہینوں کے گناہ بخشے جاتے ہیں۔ ایاک نعبد میں آٹھ حرف ہیں آٹھ اور بیالیس پچاس ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ نے روز قیامت جو پچاس ہزار سال کے برابر ہوگا۔ پیدا کیا ہے۔ جو بندہ ان پچاس حروف کو پڑھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے صدیقوں کا سا معاملہ کرتا ہے۔ اور وایاک نستعین میں گیارہ حرف ہیں۔ گیارہ اور پچاس مل کر اکسٹھ ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان میں اکسٹھ دریا پیدا کئے ہیں۔ جو شخص ان اکسٹھ حروف کو پڑھتا ہے۔ تو ساٹھوں دریاؤں کے قطروں کے موافق نیکیاں اُس کے نامۂ اعمال میں لکھی جاتی ہیں۔ اور اسی قدر بدیاں اس کے نامۂ اعمال سے مٹائی جاتی ہیں۔ اھدنا الصراط المستقیم میں اُنیس حرف ہیں۔ اُنیس اور اکسٹھ اسّی ہوتے ہیں۔ جو دنیا میں شراب پیتا ہے۔ اُسے اسّی دُرّے لگنے کا حکم ہے۔ اس کے پڑھنے والے کو اسّی دُرّے معاف کرتا ہے انعمت علیہم غیر المغضوب علیہم ولا الضالین امین میں چوالیس حروف ہیں۔ چوالیس اور اسی ملا کر ایک سو چوبیس ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر پیدا کئے۔ جو ان ایک سو چوبیس حروف کو پڑھتا ہے۔ اُسے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر کا ثواب ملتا ہے ۞

بعد ازاں اسی موقعہ کے مناسب فرمایا۔ کہ ایک مرتبہ میں شیخ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ

کے ہمراہ سفر کر رہا تھا جب دریائے دجلہ کے کنارے پہنچے۔ تو کشتی نہ پائی۔ ہمیں جلدی تھی خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ آنکھ بند کرو جب بند کی۔ تو اپنے تئیں اور خواجہ صاحب کو دریا کے کنارے کھڑا دیکھا میں نے عرض کی۔ کہ ہم کس طرح دریا پار ہوئے۔ فرمایا میں نے پانچ مرتبہ سورۂ فاتحہ پڑھ کر پانی پر قدم رکھا۔ اور پار ہو گئے۔ پس اگر کوئی شخص کسی مہم کے لئے سورہ فاتحہ پڑھے۔ اور حاجت پوری نہ ہو۔ تو بیشک میرا دامن پکڑ لے۔ جب خواجہ صاحب یہ فوائد ختم کر چکے۔ تو خلقت اور میں واپس چلے آئے +

مجلس

جمعرات کے روز قدمبوسی کی دولت نصیب ہوئی۔ ورد اور تسبیح کے بارہ میں گفتگو ہو رہی تھی۔ زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ جو شخص ورد مقرر کرے۔ اُسے روزانہ پڑھنا چاہئے اور دن کو اگر نہ پڑھ سکے۔ تو رات کو ضرور پڑھے لیکن پڑھے ضرور +

بعد ازاں کسی اور کام میں مشغول ہوئے۔ کیونکہ حدیث شریف میں ہے۔ کہ ورد کا تارک لعنتی ہے +

بعد ازاں اسی موقعہ کے مناسب فرمایا۔ کہ ایک دفعہ مولینا رضی الدین رحمۃ اللہ علیہ گھوڑے پر سے گر پڑے جس سے پاؤں میں چوٹ آ گئی۔ جب گھر آئے۔ تو سوچا۔ کہ یہ بلا مجھ پر کہاں سے آئی۔ یاد آ گیا۔ کہ صبح کی نماز کے بعد سورۂ یٰسین پڑھا کرتا تھا۔ وہ آج نہیں پڑھی +

پھر اسی موقعہ کے مناسب یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ ایک بزرگ دین خواجہ عبداللہ مبارک نام سے ایک مرتبہ وظیفہ نہ ہو سکا۔ اسی وقت غیب سے آواز آئی۔ کہ اے عبداللہ! جو عہد تو نے ہم سے کیا ہے۔ شاید تو بھول گیا ہے۔ یعنی وظیفہ تو نے آج نہیں پڑھا +

پھر فرمایا۔ کہ انبیاء اولیاء مشائخ اور مردان خدا کا وظیفہ جو ہوتا ہے۔ وہ برابر پڑھتے ہیں اور جو کچھ اپنے پیروں سے سنتے ہیں۔ بجا لاتے ہیں +

بعد ازاں فرمایا۔ کہ جو ورد ہمارے خواجگان سے منقول ہیں۔ وہ ہم پڑھتے ہیں۔ تم بھی پڑھا کرو تا کہ وظیفے میں نہ ناغہ کرو۔ اور جب اٹھو۔ تو دائیں پہلو اٹھو۔ اور بسم اللہ پڑھ کر بانشراط وضو کرو۔ پھر دوگانہ ادا کر کے مصلے پر بیٹھو۔ اور سورۂ بقر کی چند ایک آیتیں اور سورۂ انعام کی ستر آیتیں پڑھ کر یہ ذکر سو مرتبہ کہے۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ پھر صبح کی نماز کی سنتیں اس طرح ادا کرے۔ پہلی رکعت میں فاتحہ اور الم نشرح دوسری میں سورت فاتحہ اور الم ترکیف +

بعد ازاں فرمایا یہ سو مرتبہ سبحان اللہ وبحمدہٖ سبحان اللہ العظیم وبحمدہٖ استغفر اللہ من کل ذنب واتوب الیہ پڑھے۔ جب صبح کی نماز ادا کر چکے۔ تو قبلہ رُخ بیٹھکر دس مرتبہ لاالٰہ الا اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ لہُ الملک ولہ الحمد یحی ویمیت وھو حی لایموت ابداً ابدا ذوالجلال والاکرام بیدہ الخیر وھو علیٰ کل شیٔ قدیر۔ پڑھے۔ پھر تین مرتبہ اشھد ان محمداً عبدہٗ ورسولہ کہے۔ اور پھر تین مرتبہ اللّٰھم صل علیٰ محمد ما اختلف الملوان وتعاقب العصران وتکرر الجدیدان واستصحب الفرقدان والقران بلغ علے روح محمد منی التحیۃ والسّلام پڑھے۔ پھر تین مرتبہ یاعزیز یاغفور۔ پڑھے۔ پھر تین مرتبہ سبحان اللہ والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم پڑھے۔ پھر تین مرتبہ استغفر اللہ من کل ذنب واتوب الیہ پڑھے ٭

بعد ازاں یہ پڑھے۔ سبحان اللہ وبحمدہٖ سبحان اللہ العظیم وبحمدہٖ استغفر اللہ الذی لا الٰہ الا ھو الحی القیوم غفار الذنوب ستار العیوب علّام الغیوب کشاف الکروب مقلب القلوب اتوب الیہ ٭

بعد ازاں تین مرتبہ کہے۔ یاحی یاقیوم یاحنان یامنان یادیان یاسبحان یاسلطان یابدیع السموات والارض یاذالجلال والاکرام برحمتک یاارحم الراحمین ٭

بعد ازاں تین مرتبہ کہے۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم یاقدیم یا دائم یاحی یاقیوم یااحد یاصمد یاحلیم یاعظیم یاعلی یانور یافرد یاوتر یاباقی یاحی یاقیوم یاحی رفض حاجتی بحق محمد وآلہ اجمعین ٭

بعد ازاں اللہ تعالےٰ کے ننانوے نام پڑھے۔ بعد ازاں پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلّم کے ننانوے نام پڑھے جو یہ ہیں۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ محمد۔ احمد۔ بشیر۔ محمود۔ قاسم۔ عاقب۔ خاتم۔ حاشر۔ ماحی۔ داعی۔ سراج۔ منیر۔ بشیر۔ نذیر۔ ہادی۔ مھدی۔ رسول۔ رحمۃ۔ نبی۔ طٰہٰ۔ یٰسٓ۔ مزمل۔ مدثر۔ صفی۔ خلیل۔ کریم۔ حبیب۔ مجیب۔ احد۔ وحید۔ قیم۔ جامع۔ مقفی۔ مقتفی۔ رسول الملاحم۔ رسول الراحۃ۔ کامل۔ اکمل۔ مصطفےٰ۔ مرتضےٰ۔ مختار۔ ناصر۔ قائم۔ حافظ۔ شھید۔ عادل۔ حکیم۔ نور۔ حجۃ۔ بیان۔ برھان۔ مومن۔ مطیع۔ مذکر۔ واعظ۔ واحد۔ امین۔ صادق۔ ناطق۔

صاحب ۔ مکی ۔ مدنی ۔ ابطحی ۔ عربی ۔ ہاشمی ۔ مضری ۔ امین ۔ عزیز ۔ حریص ۔ رؤف ۔ یتیم ۔ طیب ۔ طاہر ۔ مطہر ۔ فصیح ۔ سید ۔ متقی ۔ امام ۔ حق ۔ مبین ۔ اوّل ۔ اٰخر ۔ ظاہر ۔ باطن ۔ شفیع ۔ محرم ۔ امر ۔ ناہی ۔ حلیم ۔ شہید قریب ۔ منیب ۔ ولی ۔ عبداللہ ۔ محمد کرامت اللہ و محمد اٰیت اللہ وسلّم تسلیماً کثیراً کثیراً ۔ برحمتک یا ارحم الرّاحمین ٭

بعد ازاں تین مرتبہ درود پڑھے ۔ اللّٰھم صلّ علی محمد حتیٰ لا یبقی من الصلوٰۃ شیئٌ وارحم علیٰ محمد حتیٰ لا یبقی من الرحمۃ شیئٌ وبارک علیٰ محمد حتیٰ لا یبقی من البرکات شیئٌ ٭

پھر ایک مرتبہ آیۃ الکرسی پڑھے ۔ اللّٰہ لا الٰہ الا ھو الحی القیوم لا تأخذہٗ سنۃ ولا نوم لہ ما فی السمٰوات وما فی الارض من ذا الذی یشفع عندہٗ الا باذنہ یعلم ما بین ایدیھم وما خلفھم ولا یحیطون بشیئٍ من علمہ الا بما شاء وسع کرسیّہ السمٰوٰت والارض ولا یؤدہٗ حفظھما وھو العلی العظیم ٭

بعد ازاں تین مرتبہ کہے ۔ اللّٰھم مالک الملک تؤتی الملک من تشاء وتنزع الملک ممن تشاء وتعز من تشاء وتذل من تشاء بیدک الخیر انک علیٰ کل شیئٍ قدیر ٭

بعد ازاں تین مرتبہ قل ھو اللّٰہ احد پڑھے ۔ بعد ازاں سات مرتبہ پڑھے ۔ فان تولوا فقل حسبی اللّٰہ لا الٰہ الا ھو علیہ توکلت وھو رب العرش العظیم ٭

پھر تین مرتبہ یہ پڑھے ۔ ربنا لا تحمّلنا ما لا طاقۃ لنا بہٖ واعف عنا واغفر لنا وارحمنا انت مولٰنا فانصرنا علی القوم الکافرین ۔ برحمتک یا ارحم الرّاحمین ٭

بعد ازاں تین مرتبہ یہ پڑھے ۔ اللّٰھم اغفر لی ولوالدی ولجمیع المؤمنین والمؤمنات والمسلمین والمسلمات الاحیاء منھم والاموات برحمتک یا ارحم الراحمین ٭

بعد ازاں تین مرتبہ کہے ۔ سبحان الاول المبدی سبحان الباقی المعید اللّٰہ الصمد لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفواً احد ٭

پھر تین مرتبہ یہ کہے ۔ ان اللّٰہ علیٰ کل شیئٍ قدیر ۔ وان اللّٰہ قد احاط بکل شیئٍ علماً ٭

پھر تین مرتبہ کہے ۔ اتوب توبۃ عبد ظالم لا یملک لنفسہ نفعاً ولا ضراً ولا موتاً ولا حیوٰۃ ولا نشوراً ٭

بعدازاں تین مرتبہ کہے۔ اللھم یا حی یا قیوم یا اللہ یا لا الٰہ الا انت اسئلک ان تحی قلبی بنور معرفتک ابداً یا اللہ یا اللہ ❊

بعدازاں تین مرتبہ یہ کہے۔ یا مسبب الاسباب یا مفتح الابواب یا مقلب القلوب والابصار یا دلیل المتحیرین یا غیاث المستغیثین اغثنی توکلت علیک یا رب وفوضت امری الیک یا رب لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم ماشاء اللہ کان وما لم یشاء لم یکن بحق ایاک نعبد وایاک نستعین ❊

بعدازاں ایک مرتبہ کہے۔ اللھم انی اسئلک یا من علیک حوائج السائلین ویعلم ضمیر الصامتین فان لک من کل مسئلۃ منک سمعاً حاضراً وجواباً عتیداً وان لک من کل صامت علماً ناطقاً فاعطنا مواعیدک الصادقۃ وایادیک الشاملۃ ورحمتک الواسطۃ ونعمتک السابقۃ انظر الی نظرۃ برحمتک یا ارحم الراحمین ❊

بعدازاں ایک مرتبہ کہے۔ یا حنان یا منان یا دیان یا برھان یا سبحان یا غفران یا ذالجلال والاکرام ❊

پھر تین مرتبہ کہے۔ اللھم اصلح امۃ محمد اللھم ارحم امۃ محمد اللھم فرج عن امۃ محمد ❊

پھر تین مرتبہ کہے۔ اللھم انی اسئلک باسمائک واسمک الاعظم ان تعطین ما سئلتک بفضلک وکرمک یا ارحم الراحمین الحمد للہ الذی فی السمٰوت عرشہ والحمد للہ الذی فی القبور قضاؤہٗ وامرہ والحمد للہ الذی فی البر والبحر سبیلہ والحمد للہ الذی لاملاذ ولاملجاء الا الیہ رب لا تذرنی فرداً وانت خیر الوارثین ❊

بعدازاں تین مرتبہ یہ کہے۔ سبحان اللہ ملاء المیزان ومنتھی العلم وزینۃ العرش ومبلغ الرضاء ولا الٰہ الا اللہ ملاء المیزان ومنتھی العلم وزینۃ العرش ومبلغ الرضاء برحمتک یا ارحم الراحمین ❊

پھر ایک مرتبہ یہ پڑھے۔ رضیت باللہ یا کریماً وبمحمد نبیاً وبالاسلام دیناً وبالقرآن اماماً وبالکعبۃ قبلۃ وبالمؤمنین اخواناً ❊

پھر تین مرتبہ یہ کہے۔ بسم اللہ خیر الاسماء بسم اللہ رب الارض والسماء بسم اللہ الذی لا یضر مع اسمہ شئ فی الارض ولا فی السماء وھو السمیع العلیم ط

بعد ازاں چند مرتبہ یہ کہے۔ اللھم اجرنا من النار یا مجیر۔ بعد ازاں دس مرتبہ یہ کہے
لا الٰہ الا اللہ دسویں مرتبہ محمد رسول اللہ کہے +
پھر ایک مرتبہ یہ کہے۔ واشھد ان الجنۃ حق والنار حق والمیزان حق والموت حق و
السوال حق والصراط حق والشفاعۃ حق وکرامۃ الاولیاء حق ومعجزۃ الانبیاء
حق فی الدار الدنیا وان الساعۃ اٰتیۃ لاریب فیھا وان اللہ یبعث من فی القبور +
پھر ہاتھ اٹھا کر یہ دعا پڑھے۔ اللھم زد نورنا وزد حضورنا وزد مغفرتنا وزد
طاعتنا وزد نعمتنا وزد محبتنا وزد عشقنا وزد وسولنا برحمتک یا
ارحم الراحمین +

بعد ازاں مسبعات عشرہ اور سورۃ یٰس پڑھے۔ پھر سورۃ ملک پھر سورۃ جمعہ۔ پھر جب سورج بلند ہو۔ تو اشراق کی نماز دس رکعت پانچ سلام سے اس طرح پڑھے۔ کہ پہلی رکعت میں فاتحہ ایک مرتبہ اذا زلزلت الارض زلزالھا ایک مرتبہ۔ دوسری رکعت میں فاتحہ ایک مرتبہ اور انا اعطینٰک الکوثر ایک مرتبہ۔ نماز کے بعد دس مرتبہ درود شریف پڑھ کر تلاوت قرآنی میں مشغول ہو۔ پھر چاشت کی نماز بارہ رکعت چھ سلاموں سے اس طرح ادا کرے کہ ہر رکعت میں فاتحہ ایک بار اور سورہ والضحیٰ ایک بار۔ سلام کے بعد سو مرتبہ کلمہ سبحان اللہ اخیر تک پڑھے۔ اور سو مرتبہ درود پڑھے۔ پھر دیر تک تلاوت قرآنی میں مشغول ہووے۔ البتہ خضر علیہ السلام سے ملاقات ہوگی۔ پچھلی دس سورتیں پڑھے یعنی الم ترکیف سے لیکر قل اعوذ برب الناس تک۔ سلام کے بعد دس مرتبہ درود پڑھے۔ پھر سورۂ نوح پڑھے۔ اور یاد الٰہی میں دیگر کی نماز تک مشغول رہے۔ پھر سو مرتبہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم پڑھے۔ پھر سورۂ فتح پھر سورۂ ملک پانچ مرتبہ پڑھے۔ پھر سورۂ عم یتساءلون اور سورۃ والنازعات پڑھے۔ تو اللہ تعالےٰ اسے قبر میں نہ چھوڑیگا۔ پھر یاد الٰہی میں مشغول ہووے +

شرح مشائخ میں لکھا ہے۔ کہ جو شخص سورہ والنازعات پڑھیگا۔ اللہ تعالےٰ اسے قبر میں نہ چھوڑیگا۔ اس کے بعد شام کی نماز ادا کرے۔ سنتوں کے بعد دو رکعت نماز حفظ ایمان ادا کرے۔ پہلی رکعت میں فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص تین مرتبہ۔ اور قل اعوذ برب الفلق ایک مرتبہ۔ اور دوسری رکعت میں فاتحہ ایک مرتبہ۔ اخلاص تین مرتبہ۔ اور قل اعوذ برب الناس ایک مرتبہ پڑھے نماز سے فارغ ہو کر سر سجدے میں رکھکر کہے۔ یاحی یاقیوم ثبتنی علی الایمان۔ پھر نماز اوابین ادا کرے۔ لیکن ہمارے نزدیک چھ رکعت تین سلام سے ادا کرے۔ پہلی رکعت میں فاتحہ کے بعد اذا زلزلت الارض۔ دوسری رکعت میں فاتحہ کے بعد الھٰکم التکاثر۔ تیسری میں فاتحہ

کے بعد سورہ واقعہ پڑھے۔ پھر نماز عشا تک یاد الٰہی میں مشغول رہے۔ پھر عشا کی نماز سے پہلے یہ دعا پڑھے۔ اللھم اعنی علیٰ ذکرک وشکرک وحسن عبادتک۔ پھر عشا کی نماز چار رکعت ادا کرے۔ اس طرح کی پہلی رکعت میں فاتحہ کے بعد تین مرتبہ آیۃ الکرسی اور باقی تینوں رکعتوں میں فاتحہ کے بعد تینوں قل۔ انشاء اللہ حاجت روا ہو گی۔ پھر چار رکعت نماز صلوٰۃ السعادۃ ادا کرے ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد تین مرتبہ انا انزلناہ اور پندرہ مرتبہ سورہ اخلاص پڑھے۔ پھر نماز سے فارغ ہو کر سر سجدے میں رکھکر تین مرتبہ یہ کہے۔ یاحی یاقیوم ثبتنا علی الایمان۔ پھر جب بیٹھے تو یہ دعا پڑھے۔ اللھم انی اسئلک برکۃ فی العمر وصحۃ فی المعیشۃ ووسعۃ فی الرزق وزیادۃ فی العلم وثبتنا علی الایمان ✦

بعدازاں رات کے تین حصے کرے۔ پہلا حصہ نماز میں گذارے۔ دوسرا تہجد میں جس کے بارے میں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ یہ نماز ہمارے لئے فرض ہے۔ یہ چار سلام سے ادا کرے۔ اور جس قدر قرآن شریف یاد ہو پڑھے۔ پھر تھوڑی دیر سو جائے۔ پھر اٹھکر تازہ وضو کرے۔ اور صبح کاذب تک یاد الٰہی میں مشغول رہے۔ کہتے ہیں کہ ایک بزرگ سے تہجد کی نماز فوت ہوگئی۔ تو گھوڑے سے گر کر اسکا پاؤں ٹوٹ گیا۔ سوچنے لگا۔ کہ یہ مصیبت کیوں نازل ہوئی۔ غیب سے آواز آئی۔ کہ تہجد کی نماز تجھ سے فوت ہو گئی ہے۔ جیسا کہ اوپر ذکر ہو چکا ہے۔ صبح کاذب تک مشغول رہے۔ اسی طرح ہر روز کیا کرے لیکن اس میں کمی بیشی نہ کرے۔ تاکہ مشائخ کی سُنّت ادا ہو۔ الحمد للہ علے ذالک ✦

مجلس ۹

جب پابوسی کی دولت نصیب ہوئی۔ تو اسوقت شیخ اوحد کرمانی شیخ وحد برہان غزنوی خواجہ سلیمان عبدالرحمن اور چند اور درویش حاضر خدمت تھے۔ بات سلوک کے بارے میں شروع ہوئی۔ زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ بعض مشائخ نے سلوک کے سو درجے مقرر کئے ہیں ان میں سے سترھواں مرتبہ کشف وکرامت کا ہے۔ پس جو شخص اس سترھویں درجے میں اپنے تئیں ظاہر کر دے۔ وہ باقی کے تراسّی کس طرح حاصل کریگا۔ سالک کو چاہئے۔ کہ جب تک سویں مرتبہ پر نہ پہنچ جائے۔ اپنے تئیں ظاہر نہ کرے ✦

پھر فرمایا۔ کہ خواجگان چشت کے خاندان میں بعض نے پندرہ درجے مقرر کئے ہیں۔ جن میں پانچواں کشف وکرامات کا ہے۔ ہمارے خواجگان فرماتے ہیں۔ کہ جب تک پندرھویں درجے تک نہ پہنچ جائے اپنے تئیں ظاہر نہ کرے۔ پھر کامل ہو گا ✦

نیز فرمایا۔ کہ سلوک کی بابت لکھا ہے۔ کہ ایک مرتبہ خواجہ جنید بغدادی علیہ الرحمۃ سے پوچھا گیا۔ کہ آپ دیدار کیوں نہیں چاہتے؟ اگر چاہو تو ضرور ملجائے۔ فرمایا۔ میں ایک چیز نہیں چاہتا وہ یہ ہے۔ جو موسیٰ علیہ السلام نے مانگی۔ اور اُسے نصیب نہ ہوئی۔ لیکن رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو بے مانگے ملی پس بندے کو خواہش سے کیا واسطہ۔ اگر وہ اس کے لائق ہوگا۔ تو خود ہی حجاب اٹھا دینگے۔ اور تجلی ہو جائیگی پس کیا ضرورت ہے کہ ہم خواہش کریں؟

بعد ازاں عشق کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ تو فرمایا۔ کہ عاشق کا دل محبت کا آتشکدہ ہے۔ جو اس میں جلئے۔ اُسے جلا دیتا ہے۔ اور ناچیز کر دیتا ہے۔ کیونکہ عشق کی آگ سے بڑھکر کوئی آگ تیز نہیں +

بعد ازاں فرمایا۔ کہ ایک مرتبہ حضرت خواجہ بایزید بسطامی علیہ الرحمۃ مقام قرب میں پہنچے۔ تو غیب سے آواز آئی۔ کہ اے بایزید! آج تیری درخواست اور ہماری بخشش کا وقت ہے جو چاہتا ہے مانگ ہم دینگے۔ خواجہ صاحب نے سر بسجود ہو کر عرض کی۔ کہ بندے کو خواہش سے کیا واسطہ۔ جو کچھ بادشاہ سے عطا ہوگا۔ اسی پر راضی ہے۔ آواز آئی اے بایزید! ہم نے تجھے آخرت دی عرض کی۔ کہ وہ دوستان الٰہی کا قید خانہ ہے۔ پھر آواز آئی۔ اے بایزید! بہشت۔ دوزخ۔ عرش۔ کرسی اور جو ہماری ملکیت ہے۔ سب کچھ تجھے دیا۔ عرض کی۔ نہیں۔ آواز آئی۔ کہ پھر تیرا مطلب کیا ہے۔ عرض کی۔ پروردگار! تجھے خود معلوم ہے۔ آواز آئی اے بایزید! کیا تو ہمیں طلب کرتا ہے اگر میں تیری طلب کروں۔ تو پھر کیا کرے۔ یہ آواز سُنتے ہی عرض کی۔ کہ مجھے تیری قسم اگر تو مجھے طلب کرے۔ تو قیامت کے دن جب میرا حشر ہو۔ تو دوزخ کے پاس کھڑے ہو کر ایک ہی آہ سے دوزخ کی آگ کو نابود کر دوں۔ کیونکہ محبت کی آگ کے مقابلے میں دوزخ کی آگ کی کچھ حقیقت نہیں۔ جب یہ قسم کھائی۔ تو آواز آئی اے بایزید! جو کچھ تو چاہتا تھا۔ وہ تجھے مل گیا:۔

پھر اسی موقعہ کے مناسب یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ رابعہ بصری؟ ایک رات عشق کے شوق و اشتیاق کی وجہ سے "الحریق الحریق" پکارتی تھی۔ اہل بصرہ یہ فریاد سنکر باہر نکلے۔ تاکہ آگ بجھائیں۔ ان میں ایک شخص واصل خدا تھا۔ اُس نے کہا۔ کیسے بیوقوف ہیں۔ جو رابعہ کی آگ بجھانے آئے ہیں۔ اس کے تو سینے میں عشق کی آگ بھڑکی ہوئی ہے۔ یہ وصال دوست کے سوا نہیں بجھیگی +

پھر فرمایا۔ کہ منصور حلاج رح سے پوچھا گیا۔ کہ دوست کے عشق میں کمالیت کس بات کا نام ہے؟ فرمایا جب معشوق سیاست کرنا چاہے۔ اور عاشق کا سر کاٹنا چاہے تو چون وچرا نہ کرے۔

اور رضائے معشوق میں کمربستہ رہے۔ اور اس کے مشاہدہ میں ایسا مستغرق رہے۔ کہ اسے بند ھنے کھلنے کی ذرہ بھر خبر نہ ہو۔ پھر خواجہ معین الدین ادام اللہ تقواہٗ نے آبدیدہ ہو کر یہ شعر پڑھا ؎

خو یہ ویاں چوں ببندہ گیرند عاشقاں پیش شاں چنیں میرند

بعد ازاں اسی موقعہ کے مناسب فرمایا۔ کہ بغداد میں ایک عاشق کو ہزار کوڑا لگایا گیا۔ نہ تو اس نے ہاتھ اٹھایا اور نہ اس کے پاؤں نے لغزش کھائی ایک واصل نے اس سے پوچھا۔ کیا حالت ہے؟ کہا۔ میرا معشوق میرے سامنے تھا۔ اس کے مشاہدہ کی قوت سے مجھے ذرا تکلیف نہیں ہوئی۔ بلکہ خبر بھی نہیں +

امام محمد غزالیؒ فرماتے ہیں۔ کہ ایک مرتبہ بغداد میں کسی عیار کے ہاتھ پاؤں کاٹے گئے۔ تو وہ ہنستا تھا۔ ایک نے اس سے ہنسی کا سبب پوچھا۔ کہا میرا محبوب میری آنکھوں کے سامنے ہے۔ اس کی قوت مشاہدہ کے باعث مجھے اس درد کی خبر ہی نہیں میں ایسا مستغرق تھا کہ مجھے ہاتھ پاؤں کٹنے کی خبر ہی نہیں۔ خواجہ صاحب نے آبدیدہ ہو کر یہ شعر پڑھا۔ ؎

او بہ سر قتل و من در دِ حیرانم کاں راندن تیغش چہ نکو مے آید

بعد ازاں اہلِ سلوک اور عارفوں کے احوال کی بابت گفتگو شروع ہوئی۔ تو زبانِ مبارک سے فرمایا۔ کہ ایک مرتبہ خواجہ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ سے مناجات کے وقت یہ الفاظ نکلے۔ کیف السلوک علیک۔ آواز آئی اے بایزید! طلق نفسک ثلث وقل ھو اللہ یعنی پہلے اپنے تئیں تین طلاق دے۔ اور پھر ہماری بات کر +

بعد ازاں خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ جب تک آدمی راہ سلوک میں پہلے دنیا و مافیہا۔ اور پھر اپنے تئیں نہ چھوڑ دے۔ وہ اہل سلوک میں داخل ہی نہیں ہو سکتا۔ اور نہ ان میں کا ہوتا ہے۔ پس اگر اس کی یہ حالت نہ ہو۔ تو سمجھو کہ جھوٹا ہے +

بعد ازاں فرمایا۔ کہ ایک بزرگ طریقت نے جو اہل عشق تھا۔ ایک مرتبہ مناجات میں کہا۔ کہ تو تو مجھ سے ستر سال کا حساب پوچھیگا۔ لیکن میں تو ستر ہزار سال کا پوچھونگا کیونکہ ستر اسی ہزار سال کا عرصہ ہوا ہے تو نے الست بربکم کہکر سارے جہان میں شور برپا کر دیا۔ یہ شور جو زمین و آسمان میں برپا ہے۔ سب الست کے شوق کی وجہ ہے۔ جونہی اس بزرگ نے یہ بات کہی آواز آئی۔ کہ جواب سن۔ تیری آرزو تجھے مل جائیگی۔ یعنی میں تیرے وجود کو ذرہ ذرہ کر کے ہر ذرے کو دیدار دکھاؤنگا۔ اور کہونگا۔ یہ ہیں ستر ہزار سال۔ اور باقی الگ رکھ دونگا +

پھر اسی موقعہ کے مناسب فرمایا۔ کہ عارف ہر روز یہی بات کہا کرتا تھا کہ ہر ایک شخص کسی چیز کی طرف مائل ہوتا ہے۔ لیکن میں کسی چیز کی طرف مائل نہیں ہوتا۔ پس ایک

مرتبہ بھی میں نے فاقہ کیا۔ خواہ ساتوں زمینیں درہم برہم ہو جائیں۔ میں کبھی اپنے لئے نہ طلب کروں گا پھر غلبات شوق میں کہا۔ کہ اس نے مجھے دیکھنا چاہا۔ لیکن ہم نے اسے دیکھنا نہ چاہا۔ یعنی بندے کو مراد اور خواہش سے کیا کام +

ایک مرتبہ ایک بزرگ نے بیان کیا۔ کہ ہم نے سہل سے منہ پھیر لیا۔ اور جب بارگاہ میں گئے۔ تو انہیں اپنے سے پہلے موجود پایا۔ جو کچھ ہم چاہتے تھے۔ اللہ تعالےٰ نے عنایت کاملہ سے پہلے ہی ہمیں پہنچادیا +

پھر اسی موقعہ کے مناسب فرمایا۔ کہ ایک بزرگ یہ فرماتا تھا کہ جب سانپ کی طرح کینچلی سے نکلا۔ اور نگاہ کی۔ تو عاشق معشوق اور عشق تینوں کو ایک ہی پایا۔ یعنی عالم توحید میں ایک ہی ہے۔ اسی واسطے تو نے ایک ہی دیکھا +

بعد ازاں فرمایا۔ کہ جب عارف کا حال کامل ہو جاتا ہے۔ تو لاکھوں مقام سے باہر نکلتا ہے۔ اور اپنا کام ترقی پر دیکھتا ہے۔ اگر اس مقام سے نہ نکلے۔ تو اسی مقام میں حیران رہجاتا ہے یعنی ابھی کنارے پر ہے۔ اسے راہ ہی معلوم نہیں۔ اسواسطے زیادہ تر ضائع ہی رہتا ہے +

پھر فرمایا۔ کہ خواجہ بایزید بسطامی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ تیس سال سے حق میں تھا۔ اب میں نے اپنا آئینہ دیدیا یعنی جو کچھ میں نے دیکھا تھا۔ وہ نہ رہا۔ اور شرکت وغیرہ اور تکبر و خودی بالکل اُٹھ گئی۔ لیکن چونکہ میں نہیں رہا ہوں۔ اس لئے حق تعالےٰ ہی اپنا آئینہ ہے اور جو کچھ میں کہتا ہوں۔ وہ اپنا آئینہ ہے یعنی حق تعالےٰ میری زبان سے کہتا ہے اور میرا بیچ میں دخل نہیں +

بعد ازاں فرمایا۔ کہ بایزید بسطامی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ کہ میں اس درگاہ میں کئی سال مجاور رہا۔ آخر سوائے حسرت کے کچھ نصیب نہیں ہوا۔ جب میں بارگاہ میں آیا۔ تو کوئی تکلیف نہ تھی۔ اہل دنیا دنیا میں اور اہل آخرت آخرت میں مشغول تھے۔ مدعی دعوے میں اور اہل تقوی التقوی میں۔ بعض کھانے پینے میں۔ بعض سماع و رقص میں مشغول تھے۔ اور بعض بادشاہ کے پاس تھے۔ جو دریائے عجز میں غرق تھے +

بعد ازاں یہ حکایت بیان فرمائی۔ مدت کا ذکر ہے۔ کہ میں خانہ کعبہ کے گرد پھرتا تھا۔ لیکن اب خانہ کعبہ میرے گرد پھرتا ہے +

پھر فرمایا۔ جب میں خدا رسیدہ ہوا۔ تو ایک رات عشق میں میں اپنے دل کو طلب کر رہا تھا۔ صبح کے وقت آواز آئی۔ اے بایزید! کیا تو ہمارے سوا اور کچھ طلب کرتا ہے تجھے دل سے کیا سروکار +

بعد ازاں اسی موقعہ پر فرمایا۔ کہ عارف وہ شخص ہے کہ خواہ کہیں ہو اور خواہ کچھ طلب کرے

اُسی کے پاس آئے جس سے بات کہے۔ جواب اسُی سے سُنے۔ اس راہ میں وہ عارف نہیں جو اللہ تعالےٰ کے سوائے کسی اور چیز کے درپے ہو +

بعدازاں فرمایا۔ کہ عارفوں کا ایک درجہ اس قسم کا ہوتا ہے۔ کہ جب اس درجہ پر پہنچتے ہیں تو دنیا و مافیہا اپنی انگلیوں میں دیکھتے ہیں۔ چنانچہ بایزید رحمتہ اللہ علیہ سے پوچھا گیا۔ کہ آپ نے طریقت میں کہاں تک ترقی کی ہے۔ فرمایا۔ یہاں تک کہ جب میں اپنی دونوں انگلیوں کے درمیان نگاہ کرتا ہوں۔ تو اس میں تمام دنیا و مافیہا دکھائی دیتا ہے +

پھر فرمایا۔ کہ مرید کو طاعت میں مزہ آتا ہے۔ اُسے طاعت میں اسوقت مزہ آتا ہے۔ جب اسے طاعت میں خوشی و خورمی حاصل ہوتی ہے۔ اس خوشی سے اسے حجاب بھی قریب ہو جاتا ہے +

بعدازاں فرمایا کہ عارف کا سب سے گھٹیا درجہ یہ ہے کہ صفاتِ حق اس میں پائی جاتی ہوں +

پھر فرمایا۔ کہ ایک مرتبہ رابعہ بصری نے شوق کے غلبہ میں کہا اے پروردگار! اگر خلقت کے بدلے مجھے آگ میں جلایا جائے اور میں صبر کروں۔ تو چونکہ مجھے محبّت کا دعوےٰ ہے۔ اس لئے میں نے گویا کچھ نہیں کیا۔ اگر میرے گناہ ساری خلقت کے عوض بخشے۔ تو چونکہ اس کی رحمت۔ مہربانی اور عنایت ہے۔ ابھی بہت کام نہیں کیا +

پھر فرمایا۔ اہل سلوک کے مذہب میں کسی پر تعیب کرنا بھی ایک گناہ ہے۔ پھر فرمایا۔ کہ گناہ سے بھی بدتر۔ کیونکہ گناہ سے ایک مرتبہ توبہ کی جاتی ہے۔ اور طاعت سے ہزار مرتبہ یعنی خود پسندی بڑا سخت گناہ ہے +

پھر فرمایا۔ کہ محبت حق میں عارف کا کمال درجہ یہ ہے۔ کہ پہلے خود دنی نور دکھلائے۔ اور پھر اگر کوئی شخص اس کے پاس دعوےٰ کرکے آئے۔ تو اسے بزور کرامت قائل کرے +

پھر فرمایا۔ کہ ایک مرتبہ شیخ اوحد کرمانی اور شیخ عثمان ہارونی کے ہمراہ مدینے کی طرف سفر کر رہا تھا جب ہم دمشق شہر میں پہنچے۔ تو وہاں پر مسجد کے سامنے بارہ ہزار انبیاء کے روضے دیکھے جہاں پر لوگوں کی حاجتیں پوری ہوتی ہیں۔ ہم نے انبیاء کی زیارت کی۔ اور وہاں کے بزرگوں کو دریافت کیا۔ چنانچہ ایک روز میں شیخ اوحد کرمانی اور شیخ عثمان ہارونی نے ایک بزرگ اور واصل حق درویش محمد عارف نامی کو دمشق کی مسجد میں دیکھا۔ چند اور درویش اس کے پاس بیٹھے تھے۔ اور بات اس بارے میں ہو رہی تھی۔ کہ جو شخص کسی چیز کا دعوےٰ کرے۔ جب تک وہ لوگوں میں اس کا اظہار نہ کرے۔ وہ کب معلوم کر سکتے ہیں۔ الغرض ایک آدمی محمد عارف سے بحث کر رہا تھا۔ اور محمد عارف کہتا تھا۔ کہ قیامت کے دن درویشوں سے معافی مانگی جائیگی۔ اور دولتمندوں سے حساب کتاب لیا جائیگا۔ اس شخص کو یہ ناگوار گذرا۔ پوچھا

کہ کس کتاب میں لکھا ہے۔ خواجہ محمد عارف کو کتاب کا نام یاد نہ تھا۔ کچھ دیر مراقبہ کر کے نام بتایا اس شخص نے کہا۔ جب تک مجھے نہ دکھلاؤ گے میں نہیں مانوں گا۔ سر اٹھا کر کہا۔ جو بندگان خدا کو صحیفہ دکھایا ہے۔ اس مرد کے سامنے رکھ تاکہ دیکھ لے۔ فرشتوں کو حکم ہوا۔ کہ وہ کتاب جس میں یہ بات لکھی ہوئی تھی۔ اسے دکھائیں۔ اس نے اٹھ کر اقرار کیا۔ اور قدموں میں گر پڑا اور کہا۔ دیکھو یہ ہیں خدا کے مرد۔

بعد ازاں گفتگو اس بارے میں شروع ہوئی۔ کہ جو شخص اس مجلس میں ہے وہ اپنی کرامت دکھلائے۔ یہ سنتے ہی خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ نے فوراً مصلے کے نیچے ہاتھ ڈالا۔ اور مٹھی بھر اشرفیاں نکال لائے۔ ایک درویش موجود تھا۔ اسے دیکر فرمایا۔ کہ درویشوں کے لئے حلوا لے آ۔ جب یہ کرامت دکھائی۔ تو شیخ اوحد نے پاس پڑی ہوئی لکڑی پر ہاتھ مارا حکم الٰہی سے وہ لکڑی سونے کی بن گئی۔ پیچھے رہ گیا میں۔ میں اپنے پیر کے ادب کی وجہ سے کوئی بات ظاہر نہیں کر سکتا تھا۔ شیخ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ نے میری طرف مخاطب ہو کر فرمایا۔ تم کیوں نہیں کچھ کرتے وہاں پر ایک بھوکا درویش تھا۔ جو شرم کے مارے سوال نہیں کرتا تھا۔ میں نے گودڑی میں سے جو کی چار روٹیاں نکال اسے دے دیں۔ اس درویش اور خواجہ محمد عارف نے فرمایا۔ کہ درویشی میں جب تک اتنی قوت نہ ہو اسے درویش نہیں کہتے۔

پھر فرمایا۔ ایک بزرگ کہا کرتا تھا۔ کہ جب سے میں نے دنیا کو دشمن قرار دیا میں خلقت کے نزدیک نہیں گیا۔ خدا کو خلقت پر ترجیح دی۔ اور مجھ پر محبت نے اسقدر غلبہ کیا کہ میں اپنے وجود کو بھی دشمن سمجھنے لگا۔ اور زندگی اور موت کو درمیان سے اٹھا دیا۔ صرف حق تعالےٰ کی بقا اور اُس کو چاہتا تھا۔

بعد ازاں فرمایا۔ کہ سلوک کے بارے میں لکھا ہے۔ کہ قیامت کے دن جب خاص قسم کے عاشقوں کو بہشت میں لیجانے کا حکم ہوگا۔ تو وہ کہیں گے۔ کہ ہم بہشت کو کیا کریں۔ بہشت اسے دے۔ جس نے بہشت کے لالچ پر تیری پرستش کی۔ پھر خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ جب اپنی رضا کسی شخص کو دی جائے۔ تو پھر وہ بہشت کو کیا کرے۔ پھر یہ اشارہ فرمایا۔ اگر تم سے ہو سکے۔ تو پہلے بقا حاصل کرو۔ اگر نہیں کر سکتے۔ تو صلاحیت اور زہد تو ایک ہوا کی طرح ہے جو تم پر چلتی ہے۔

پھر خواجہ صاحب نے آبدیدہ ہو کر فرمایا۔ اس راہ میں بہت سے مردوں کو عاجز اور عاجزوں کو مرد بنا دیا ہے۔

پھر اسی بارے میں فرمایا۔ کہ گناہ تمہیں اتنا نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ جتنا مسلمان بھائی کو خوار کرنا اور اُس کی بے عزتی کرنا۔

بعد ازاں فرمایا۔ کہ ایک درویش از حد بزرگ اور واصل تھا۔ وہ کہا کرتا تھا۔ کہ اہل دُنیا دُنیا کی راہ میں معذور ہیں۔ اور اہل آخرت حق کی دوستی کے سرور میں خوش ہیں۔ اور اہل معرفت نورٌ علیٰ نور ہیں۔ یہ ایک بھید ہے جسے اہل سلوک ہی جانتے ہیں۔ اہل معرفت کی عبادت پاس انفاس ہے +

پھر فرمایا۔ کہ جب عارف خاموش ہوتا ہے۔ تو اس سے یہ مطلب ہوتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے باتیں کرتا ہے۔ اور جب آنکھیں بند کرتا ہے۔ یعنی سوتا ہے تو اس واسطے سر نہیں اٹھاتا۔ کہ شاید اسرافیل کرنا نہ پھونک دے +

بعد ازاں فرمایا۔ کہ خواجہ ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے۔ کہ حق تعالیٰ کی شناخت کی علامت یہ ہے۔ کہ خاموش رہے اور خلقت سے دُور بھاگے +

پھر اسی موقعہ کے مناسب فرمایا۔ کہ ایک مرتبہ شاہ شجاع کرمانی رح سے پوچھا۔ کہ کسے سال سے شناخت حاصل ہوئی۔ فرمایا جب سے شناخت حاصل ہوئی خلقت سے بھاگنے لگا +

بعد ازاں فرمایا جس نے خدا کو پہچان لیا۔ اگر وہ خلق سے دُور نہ بھاگے۔ تو سمجھ لو۔ کہ اس میں کوئی نعمت نہیں۔ پھر اسی موقعہ کے مناسب فرمایا۔ کہ عارف وہ شخص ہوتا ہے۔ کہ جو کچھ اُس کے اندر ہو۔ وہ دل سے نکال دے۔ تاکہ اپنے دوست کی طرح یگانہ ہو جائے۔ پھر اللہ تعالیٰ اُس سے کوئی چیز ہٹا نہیں رکھیگا۔ نہ وہ دونوں جہان کی پرواہ کریگا +

پھر زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ عارف کا کمال اس میں ہے۔ کہ اپنے تئیں راہ خدا میں جلا دے۔

بعد ازاں فرمایا۔ اگر قیامت کے دن بہشت میں کوئی چیز پہنچائیگی۔ تو زہد نہ کہ علم +

پھر فرمایا۔ کہ عارف خواہ معرفت کی بابت کتنا ہی بیان کرے۔ اور دوست کی گلی میں پھرے جب تک معارف یاد نہ کرے۔ تب تک عارف ہو ہی نہیں سکتا +

بعد ازاں فرمایا۔ کہ اہل محبت کی فریاد بوجہ شوق و اشتیاق اس وقت تک رہتی ہے۔ جب تک کہ وہ دوست سے مل نہ جائیں۔ اس واسطے کہ عاشق اسی وقت تک واویلا کرتا ہے۔ جب تک معشوق سے اُسکا وصال نہ ہو جب معشوق کو دیکھ لیتا ہے تو گفتگو بیچ سے اُٹھ جاتی ہے +

پھر زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ ندیوں میں بہتا ہوا پانی شور کرتا ہے لیکن جب سمندر میں جا گرتا ہے۔ تو پھر آواز بند ہو جاتی ہے۔ اسی طرح جب عاشق معشوق کا وصال ہو جاتا ہے تو عاشق واویلا نہیں کرتا +

بعد ازاں فرمایا۔ کہ میں نے شیخ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ کی زبان سے سُنا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ایسے دوست بھی ہیں۔ کہ اگر دُنیا میں وہ ان سے ایک دم حجاب میں رہیں۔ تو نابود ہو جائیں۔

اور عبادت نہ کر سکیں +

بعد ازاں اسی موقعہ کے مناسب فرمایا۔ کہ ایک مرتبہ خواجہ عبداللہ حنیف بھول کر دنیا کے کام میں مشغول ہوئے۔ یاد آیا کہ یہ تو دوست کے خلاف ہے قسم کھائی۔ کہ جب تک زندہ رہونگا۔ دنیاوی کام میں مشغول نہیں ہونگا۔ چنانچہ اس کے بعد پچاس سال تک زندہ رہے۔ لیکن آپ کو کسی دنیاوی کام میں مشغول نہ پایا۔ پھر بایزید بسطامی علیہ الرحمتہ کے ولولۂ عشق کی بابت فرمایا کہ آپ ہر صبح نماز سے فارغ ہو کر ایک پاؤں پر کھڑے ہو کر فریاد کیا کرتے تھے۔ ایک روز یہ آواز سنی کہ "یوم تبدل الارض" یعنی اس وقت وصال ہوگا۔ جب یہ زمینیں لپیٹ لی جائینگی۔ اور زمینیں پیدا کی جائینگی +

پھر اسی موقعہ کے مناسب فرمایا۔ کہ ایک مرتبہ خواجہ بایزید بسطامی علیہ الرحمتہ بسطام کے جنگل میں نکلے۔ اور عالم شوق واشتیاق پر چڑھ کر یہ فریاد کرتے تھے۔ کہ جتنا میں جنگل دیکھتا ہوں اسی قدر مجھے دکھائی دیتا ہے۔ کہ یہاں عشق برسا ہوا ہے۔ یہاں سے پاؤں نکالنا چاہتا ہوں۔ لیکن نہیں نکل سکتا +

پھر فرمایا۔ کہ محبت کی راہ ایسی راہ ہے۔ کہ جو شخص عشق کی راہ میں پڑتا ہے۔ اس کا نام و نشان نہیں ملتا +

اسی موقعہ پر فرمایا۔ کہ اہل عرفان یاد الہٰی کے سوا اور کوئی بات زبان سے نہیں نکالتے۔ پھر فرمایا۔ کہ عارف سے ادنےٰ سے ادنےٰ بات یہ ظاہر ہوتی ہے۔ کہ وہ ملک و مال سے بیزار ہو جاتا ہے +

پھر آبدیدہ ہو کر فرمایا۔ کہ حق تو یہ ہے۔ کہ وہ اس کی دوستی میں اگر دونوں جہان بھی خرچ کر دیں۔ تو بھی تھوڑا ہے +

پھر فرمایا۔ کہ اہل محبت اگرچہ محبت میں مجبور ہیں۔ لیکن کام ایسے لوگوں کا سا کرتے ہیں جو سوئے ہوئے ہیں۔ اگر جاگیں۔ تو مطلوب کے طالب ہیں۔ اور اپنے دوست کی طلبگاری سے فارغ ہیں۔ مشاہدہ معشوق میں مشغول ہیں۔ معشوق ایسا ہے۔ جو خود عاشق کو دیکھنے کے لئے بیٹھتا ہے۔ محبت کی راہ میں مطیع کام سے نکلتے ہیں +

پھر فرمایا۔ کہ خواجہ سمنون محب رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ جب اولیاء کے دل خود اس بات میں مطیع ہیں۔ کہ اس کی معرفت اور محبت کا بوجھ نہیں اٹھا سکینگے اس لئے عبادت میں مشغول ہیں پس خاص بوجھ نہیں اٹھا سکتے۔ کیونکہ مجاہدہ و ریاضت سے ملال ہوتا ہے +

بعد ازاں فرمایا۔ کہ عارف وہ شخص ہوتا ہے۔ جو اس بات کی کوشش کرے کہ دم ہاتھ

ہیں لائے۔ دم وہ ہے۔ جو اللہ تعالےٰ کا ذکر کرے۔ اور اپنی ساری عمر اس ایک دم کے بدلے خرچ کر دے۔ اگر ایسے دم کو آسمانوں اور زمینوں میں سالہا سال بھی ڈھونڈے۔ تو بھی نہ پا سکے ❊

بعد ازاں فرمایا۔ کہ میں نے اپنے پیر شیخ عثمان ہارونی کی زبانی سنا ہے۔ کہ اگر کسی شخص میں تین خصلتیں پائی جائیں۔ تو سمجھ لو۔ کہ اللہ تعالےٰ اُسے دوست رکھتا ہے سخاوت اور شفقت اور تواضع سخاوت دریا کی سی شفقت آفتاب کی سی اور تواضع زمین کی سی ❊

بعد ازاں فرمایا۔ کہ حاجی لوگ تو قالب کو لے کر خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہیں۔ اور پھر بھی انہیں مشاہدہ حاصل نہیں ہوتا۔ مگر اہل محبت اور عاشق لوگ دل سے حجاب عظمت کے عرش کا طواف کرتے ہیں۔ اگر اس کے سوا کسی اور چیز کو دیکھ پاتے ہیں۔ تو فریاد کرتے ہیں۔ وہ صرف اسی کے مشاہدہ کو پسند کرتے ہیں ❊

پھر فرمایا۔ کہ اہل سلوک میں محبت ایک ایسا عالم ہے۔ کہ لاکھوں علماء اس کے سمجھنے کی خواہش کرتے ہیں۔ لیکن ذرہ بھی سمجھ میں نہیں آتا۔ اور زہد میں ایسی طاعت ہے جس کی زاہدوں کو خبر نہیں۔ اور اس سے غافل ہیں۔ وہ ایک بھید ہے۔ جو دونوں جہان سے باہر ہے۔ اور جسے اہل محبت اور اہل عشق کے سوا کوئی نہیں جانتا ❊

پھر فرمایا۔ کہ اسے وہی شخص جانتا ہے۔ جو ان دونوں جہان میں ثابت ہوتا ہے۔ جو اسے جانتا ہے۔ وہ ہرگز اسے نہیں دیکھتا۔ اس کے بعد دعوے کرنا چھوڑ دیتا ہے۔ تاکہ اسے رنج میں رکھے ❊

بعد ازاں فرمایا۔ کہ جو عشق و محبت میں گفتگو اور حرکت و مشغلہ ہے۔ یہ اس وقت تک ہے۔ جب تک باہر ہیں۔ جب اندر آجاتے ہیں۔ تو پھر آرام، خاموشی اور سکونت حاصل ہوتی ہے۔ گویا وہ فریاد اور شور نہیں ہوتا ❊

پھر فرمایا۔ کہ یہ دلیری اتنی نہیں۔ کہ خواجہ دوست کی درگاہ سے عاری ہے۔ اور اپنے آپ پر عاشق ہے۔ جب حضوری حاصل ہوتی ہے تو پھر فریاد و گفتگو نہیں رہتی۔ جب خواجہ صاحب یہ فوائد ختم کر چکے۔ تو دعاگو اور خلقت واپس چلے آئے۔ الحمد للہ علیٰ ذالک ❊

مجلس ۱۰

جمعرات کے روز قدمبوسی کی دولت نصیب ہوئی۔ بہت سے بزرگ اور اصحاب سلوک حاضر تھے۔ اور بات نیک صحبت کے بارے میں ہو رہی تھی۔ آپ نے زبان مبارک سے فرمایا کہ

حدیث میں آیا ہے۔ الصحبۃ تؤثر یعنی صحبت کا اثر ضرور ہوتا ہے۔ اگر کوئی برا شخص نیکوں کی صحبت اختیار کرے۔ تو امید ہے۔ کہ وہ نیک ہو جائے۔ اور اگر نیک شخص بدوں کی صحبت میں بیٹھے تو بد ہو جائیگا کیونکہ جس کسی نے کچھ حاصل کیا صحبت سے حاصل کیا۔ اور نعمت حاصل ہوئی۔ وہ نیکوں سے ہوئی ✦

پھر فرمایا۔ کہ اگر کوئی برا شخص کچھ عرصہ نیکوں کی صحبت میں رہے۔ تو ضرور ان کی صحبت کا اثر اس میں ہو جائیگا۔ اور وہ نیک بنجائیگا۔ اور اگر نیک شخص بدوں کی صحبت میں بیٹھے۔ تو ان کی صحبت کا اثر اسے بد کر دیگا ✦

پھر اسی موقعہ کے مناسب فرمایا۔ کہ سلوک میں آیا ہے۔ کہ نیکوں کی صحبت نیک کام سے بہتر ہے۔ اور بروں کی صحبت بدکام سے بری ہے ✦

پھر فرمایا کہ جب خلافت حضرت عمر خطاب رضی اللہ عنہ کو ملی۔ تو اسوقت عراق کا بادشاہ لڑائی میں گرفتار ہو کر آپ کے پاس آیا۔ آپ نے فرمایا۔ اگر تو مسلمان ہو جائیگا۔ تو تجھے عراق کا بادشاہ کر دیا جائیگا۔ اس نے انکار کیا۔ پھر فرمایا "امّا ان الاسلام واما ان السیف" یعنے یا تو اسلام اختیار کرو۔ ورنہ قتل کیا جائیگا۔ اس نے پھر بھی انکار کیا۔ فرمایا تلوار لاؤ۔ وہ بادشاہ نہایت عقلمند تھا۔ جب یہ حالت دیکھی۔ تو آپ سے مخاطب ہو کر کہا میں پیاسا ہوں مجھے پانی پلاؤ حکم دیا۔ کہ اسے شیشے کے برتن میں پانی پلاؤ۔ اس نے کہا۔ میں اس برتن میں نہیں پینا چاہتا۔ فرمایا۔ چونکہ بادشاہ ہے۔ اس کے لئے سونے یا چاندی کا برتن لاؤ۔ کہا۔ میں مٹی کے برتن میں پیونگا۔ جب پانی منگا کر اسے دیا گیا۔ تو کہا۔ کہ مجھ سے عہد کرو۔ کہ جب تک یہ پانی نہ پیوں مجھے قتل نہ کرنا۔ آپ نے فرمایا۔ اچھا۔ میں نے اقرار کیا۔ کہ جب تک تو یہ پانی نہیں پیئیگا میں قتل نہ کرونگا۔ بادشاہ نے فوراً کوزہ زمین پر دے مارا۔ کوزہ ٹوٹ گیا۔ اور پانی گر گیا۔ پھر کہا۔ کہ آپ نے مجھ سے وعدہ کرایا ہے۔ کہ جب تک میں یہ پانی نہ پیونگا قتل نہ کیا جاؤنگا آپ اس کی دانائی سے متعجب ہوئے۔ فرمایا۔ تجھے معاف کیا۔ پھر اسے ایک صالح اور زاہد شخص کے سپرد کیا۔ جب کچھ مدت اس صالح شخص کی صحبت میں رہا۔ تو اس کی صحبت نے اس میں اثر کیا۔ آپ کی طرف پیغام بھیجا۔ کہ مجھے اپنے پاس بلاؤ۔ تاکہ اسلام قبول کروں۔ جب اسلام قبول کیا۔ تو حضرت عمرؓ نے فرمایا۔ کہ اب ہم نے عراق کی حکومت تجھے دی۔ جواب دیا۔ مجھے ملک درکار نہیں۔ بلکہ ملک عراق کا کوئی ویران سا گاؤں دو۔ جو میری وجہ معاش کے لئے کافی ہو۔ آپ نے منظور فرما کر اپنے آدمیوں کو عراق میں بھیجا۔ آخر بڑی تفتیش کے بعد بھی کوئی ویران گاؤں نظر نہ آیا۔ جب بادشاہ کو کہا گیا۔ تو اس نے کہا۔ میرا

اس سے یہ مطلب ہے۔ کہ میں نے ملک عراق ایسی حالت میں دیا ہے۔ کہ اس میں ایک گاؤں بھی غیر آباد نہیں۔ اگر اس کے بعد کوئی گاؤں ویران ہوگا۔ تو اس کا جواب قیامت کے دن اللہ تعالےٰ کے روبرو آپ کو دینا ہوگا نہ کہ مجھے۔ پھر آبدیدہ ہو کر فرمایا۔ کہ وہ بادشاہ کیسا ہی عقلمند اور دانا تھا +

پھر فرمایا۔ کہ میں نے شیخ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ کی زبانی سنا ہے۔ کہ لوگ اسوقت اسم فقر کے مستحق ہوتے ہیں۔ جبکہ ان کے بائیں طرف کا فرشتہ آٹھ سال تک کچھ نہ لکھے +

پھر فرمایا۔ کہ اللہ تعالےٰ کے عارف ایسے بھی ہوتے ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ سے کچھ نہیں لیتے پھر فرمایا۔ کہ جس عارف میں تقوےٰ ہے۔ وہ گداگری کر کے محض حرام کھاتا ہے۔ پھر فرمایا۔ ایک روز میں نے خواجہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا۔ کہ طریقت محبت کے پیر سے پوچھا گیا۔ کہ محبت کا ثمرہ کیا ہے۔ فرمایا محبت کا ثمرہ یہ ہے۔ کہ حق تعالےٰ سے سرور اور اشتیاق اسقدر ظاہر ہو۔ جتنا اسے اپنے سے روا رکھے۔ لیکن جیسے خود اللہ تعالےٰ دوست رکھتا ہے۔ بہشت بھی اس کے لقاء کا خواہشمند ہوتا ہے +

پھر خواجہ معین الدین ادام اللہ تقواہ نے زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ اہل محبت اور اہل سلوک اس بات میں ملتے جلتے ہیں۔ کہ دونوں مطیع ہوتے ہیں۔ اس ڈر کے مارے کہ کہیں دور نہ کر دیئے جائیں +

پھر فرمایا۔ کہ میں نے کتاب محبت میں اپنے استاد مولانا شرف الدین ؒ جو صاحب شرع اسلام تھے کے ہاتھ کا لکھا دیکھا ہے۔ کہ ایک مرتبہ خواجہ شبلی ؒ سے پوچھا گیا۔ کہ باوجود اس قدر طاعت اور ریاضت کے جو تو کرتا ہے۔ اور آگے بھیج چکا ہے۔ اس قدر کیوں ڈرتا ہے۔ فرمایا۔ دو چیزوں کے خوف سے۔ اول یہ کہ کہیں یہ نہ کہدے۔ کہ تو میرے لائق نہیں۔ اور مجھے اپنی درگاہ سے دور کردے۔ دوسرے اگر موت کے وقت ایمان سلامت لے جاؤنگا۔ تو سمجھوں گا۔ کہ میں نے کچھ کام کیا ہے۔ ورنہ سمجھونگا کہ سارے اعمال اور طاعت ضائع گئے +

بعد ازاں فرمایا۔ کہ ایک مرتبہ خواجہ شبلی رحمۃ اللہ علیہ سے ایک شخص نے محبت کے بارے میں سوال کیا۔ کہ بدبختی کی کیا علامت ہے؟ فرمایا۔ یہ کہ نافرمانی کرے۔ اور قبولیت کی امید رکھے۔ پھر پوچھا عارفوں میں اصلی بات کونسی ہوتی ہے؟ فرمایا۔ ہمیشہ خاموش رہنا اور غم واندوہ میں رہنا۔ کیونکہ اسی سے عارفوں کی فضیلت ہوتی ہے +

پھر فرمایا۔ جہان میں سب سے عزیز تین چیزیں ہیں۔ اول عالم جو اپنے علم سے بات کہے۔

دوسرا غیر طمع شخص۔ تیسرا وہ عارف جو ہمیشہ دوست کی صفت کرے +

پھر فرمایا۔ کہ ایک مرتبہ خواجہ ذوالنون مصری رحمتہ اللہ علیہ کسی مسجد میں معہ اصحاب طریقت بیٹھے تھے۔ اور بات محبت کے بارے میں ہو رہی تھی۔ ایک صوفی نے سوال کیا۔ کہ صوفی اور عارف کسے کہتے ہیں۔ خواجہ صاحب نے فرمایا کہ صوفی اور عارف وہ ہیں جن کے دل کدورت بشریت سے آزاد ہوں۔ اور دنیا اور حُبِّ دُنیا سے صاف۔ جب ان میں یہ اوصاف پائے جائینگے۔ تو وہ اعلیٰ درجہ پا ئینگے۔ اور تمام مخلوقات کے برگزیدہ کہلائینگے۔ اور غیر دوست سے دُور بھاگیں گے۔ پھر وہ مالک ہو جائینگے۔ نہ کہ مملوک +

پھر فرمایا۔ کہ تصوّف رسوم ہے نہ کہ علوم۔ اور یہ اہل محبت کے انفاس میں ہوتی ہے۔ مشائخ طبقات کا اخلاق یہی ہے کہ تَخَلَّقُوا بِاَخْلَاقِ اللّٰہِ۔ اس واسطے کہ خلق سے باہر نکلنا نہ رسوم سے حاصل ہوتا ہے نہ علوم سے +

پھر فرمایا۔ کہ عارف دُنیا کا دشمن ہوتا ہے اور مولیٰ کا دوست۔ چونکہ وہ دنیا سے بیزار ہوتا ہے اور غل و غش اور حسد وغیرہ کی اُسے خبر نہیں ہوتی +

بعد ازاں پُوچھا۔ کہ عارف کیوں زیادہ روتے رہتے ہیں۔ فرمایا۔ ہاں اس وقت تک روتا رہتا ہے جب تک راہ میں ہوتا ہے لیکن جب حقائق قرب کو پہنچ جاتا ہے۔ اور اُسے وصال حاصل ہوتا ہے۔ رونا بس ہو جاتا ہے پھر فرمایا۔ اللہ تعالےٰ کے ایسے عاشق بھی ہیں۔ جنہیں اللہ تعالےٰ کی دوستی نے خاموش کر رکھا ہے۔ کہ انہیں عالم موجودات کی کسی چیز کی خبر نہیں +

بعد ازاں فرمایا۔ کہ جس کے دل میں اللہ تعالےٰ کی دوستی قرار پکڑتی ہے اسے واجب ہے کہ دونوں جہان کو غیر دیکھے۔ اگر ایسا نہ کرے تو عاشق صادق نہیں +

پھر فرمایا۔ ایک مرتبہ داؤد طائی رحمتہ اللہ علیہ کو دیکھا۔ کہ آنکھیں بند کئے ہوئے جھونپڑے سے باہر آئے۔ ایک درویش حاضر خدمت تھا۔ اُس نے پوچھا کہ اس کا کیا باعث ہے۔ فرمایا۔ پینتالیس سال سے میں نے آنکھیں بند کی ہوئی ہیں۔ تاکہ اللہ تعالےٰ کے سوا کسی کو نہ دیکھوں۔ اس واسطے کہ یہ محبت نہیں۔ کہ دوستی تو اللہ تعالےٰ سے کروں۔ اور دیکھوں غیر کی طرف +

بعد ازاں فرمایا۔ کہ ایک بزرگ سے میں نے سُنا ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالےٰ فرمائیگا۔ اولیاء کے اعمال کا مطالعہ کرو۔ ان کے آزار کا سبب یہ ہوگا۔ کہ اُسے اختیار کئے پیچھے غیر کے دخل کو روا رکھا۔ اولیاء وہ ہیں۔ جنہیں کسی کام میں اس کے سوا چین نہیں آتا +

بعد ازاں فرمایا کہ خواجہ ابو سعید ابوالخیر فرمایا کرتے ۔ کہ جب اللہ تعالےٰ کسی بندے کو اپنا دوست بنانا چاہتا ہے تو اپنی محبت اس پر غالب کرتا ہے ۔ دوسری مرتبہ جب آدمی کی یہ حالت ہوتی ہے ۔ تو دوست اسے فردانیت کی سرائے میں لاتا ہے تاکہ باقی رہے ۔

پھر فرمایا کہ جب عارف حق تعالےٰ کی طرف رجوع کرتا ہے اور اس سے تعلق ہو جاتا ہے تو منزل قرب میں ساکن ہو جاتا ہے ۔ بعد ازاں جب اس سے پوچھا جاتا ہے ۔ کہ تو کہاں تھا ۔ اور کیا چاہتا ہے ۔ تو اس کے سوا اور کوئی جواب نہیں دیتا ۔ کہ اللہ تعالےٰ کے ساتھ ۔

اسی موقعہ کے مناسب فرمایا ۔ کہ اگر اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰہُ صَدْرَہٗ ۔ کی بابت پوچھیں ۔ کہ کیا ہے تو کہنا چاہیئے ۔ کہ جب عارف کی نگاہ عالم وحدانیت اور جلال ربوبیت پر پڑتی ہے تو نابینا ہو جاتا ہے ۔ تاکہ غیر کی طرف نہ دیکھ سکے ۔

پھر فرمایا ۔ ایک مرتبہ بخارا میں بطور مسافر وارد تھا ۔ وہاں پر ایک شخص کو دیکھا ۔ جو از حد یاد الٰہی میں مشغول تھا ۔ لیکن نابینا تھا ۔ میں نے پوچھا کب سے نابینا ہوئے ہو ۔ فرمایا جب میرا کام کمالیت کو پہنچ گیا ۔ اور وحدانیت اور جلال اور عظمت پر نگاہ پڑنی شروع ہوئی ۔ تو ایک روز بیٹھے بیٹھے میری نگاہ غیر پر جا پڑی ۔ غیب سے آواز آئی ۔ اے مدعی دعوے تو ہماری محبت کا کرے ۔ اور دیکھے غیر کی طرف ۔ جب یہ آواز سُنی تو ایسا شرمندہ ہُوا کہ بات نہیں ہو سکتی تھی ۔ بارگاہ الٰہی میں دعا کی ۔ کہ جو آنکھ دوست کے سوا کسی غیر کو دیکھے وہ اندھی ہو جائے ۔ ابھی یہ بات اچھی طرح نہ کہنے پایا تھا کہ دونوں آنکھوں سے اندھا ہو گیا ۔

پھر فرمایا ۔ کہ جب اللہ تعالےٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا ۔ اور فرمایا ۔ کہ تماشا کرے ۔ یعنے قیام کرے ۔ دل صحبت میں لگا اور جان نے منزل قرب میں آرام کیا ۔ اور سر وصل کو پہنچا ۔ آدمیوں کو پیدا کرنے میں یہی مصلحت تھی ۔

پھر فرمایا ۔ کہ ایک بزرگ صاحب طریقت جب سر سجدے میں رکھتا ۔ تو یہ دُعا کرتا کہ قیامت کے دن مجھے نابینا اُٹھا ۔ سبب پوچھا ۔ تو کہا ۔ کہ جو شخص دوست کو دیکھتا ہے مناسب نہیں کہ قیامت کے دن غیر کو دیکھے ۔

بعد ازاں درویشی کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی ۔ فرمایا ۔ کہ درویشی اس بات کا نام ہے کہ جو آئے اُسے محروم نہ کیا جائے ۔ اگر بھوکا ہے ۔ تو کھانا کھلایا جائے ۔ اگر ننگا ہے تو نفیس کپڑا پہنایا جائے ۔ بہرحال اُسے خالی نہیں جانے دینا چاہیئے ۔ اس کا حال پوچھ کر دلجوئی ضرور کرنی چاہیئے ۔

بعد ازاں فرمایا ۔ کہ ایک مرتبہ میں اور شیخ عثمان ہارونی اور ایک اور درویش سفر کر رہے تھے

ہم نے شیخ بہاؤ الدین بختیار اوشی کو ازحد بزرگ مرد پایا۔ آپ کی خانقاہ میں یہ دستور تھا۔ کہ جو آتا۔ خالی نہ جاتا۔ اگر ننگا ہوتا۔ تو نفیس کپڑے اُسے دئے جاتے۔ ابھی دے تب چکتے۔ کہ غیب سے ویسے ہی اور آجاتے۔ الغرض چندروز آپ کی خدمت میں گذارے۔ آپ کی پہلی نصیحت یہ تھی کہ جو کچھ ملے۔ اُسے راہِ خدا میں صرف کرنا چاہئے۔ کہ ایک پیسہ بھی اپنے پاس نہیں رکھنا چاہئے بندگانِ خدا کو کھانا کھلانا چاہئے۔ تاکہ اللہ تعالےٰ کی دوستی حاصل ہو ٭

پھر فرمایا اے درویش! جسے نعمت حاصل ہوئی۔ اسی سے ہوئی۔ پھر ایک حکایت بیان فرمائی۔ کہ ایک درویش ازحد فقیر تھا۔ لیکن اس کی عادت یہ تھی۔ کہ اگر کوئی چیز بطور فتوح آجاتی۔ تو درویشوں کو بانٹ دیتا۔ اور خود گھر میں گذارہ کرتا۔ چنانچہ ایک مرتبہ دو درویش صاحب ولایت اس کے پاس آئے۔ اور اس سے پانی مانگا۔ درویش اندر سے جو کی دو روٹیاں اور پانی کا کوزہ لے کر آیا۔ کیونکہ وہ بھوکے تھے۔ روٹی کھا کر پانی پیا۔ اور ایک دوسرے کی طرف دیکھ کر باہم کہنے لگے۔ کہ درویش نے تو اپنا کام کیا ہے۔ ہمیں بھی اپنا کام کرنا چاہئے۔ ایک نے کہا۔ اسے دنیا دینی چاہئے۔ دوسرے نے کہا۔ یہ دنیا کے سبب گمراہی میں پڑ جائیگا۔ جواب دیا۔ کہ درویش بخشنے والے ہوتے ہیں۔ دُنیا آخرت کے بدلے دی۔ دعاء کر کے چلے گئے پھر وہ درویش ایسا کامل حال ہوا۔ کہ ہر روز اس کے باورچی خانے میں ہزار من طعام موجود ہوتا۔ جو خلقِ خدا کو کھلاتا ٭

بعد ازاں فرمایا۔ کہ راہِ محبّت میں عاشق وہ شخص ہوتا ہے۔ جو دونوں جہان سے دِل اُٹھالے ٭

پھر خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ محبّت کے چار معنی ہیں پہلے ذکرِ خدا میں دل و جان سے خوش رہنا۔ دوسرے ذکرِ حق کو بڑا جاننا۔ تیسرے قطع تعلق کرنا۔ چوتھے اپنی اور جو اس کے سوا ہے سب کی حالت پر رونا۔ جیسا کہ کلام مجید میں آیا ہے قل ان کان اٰباؤکم و ابناؤکم و اخوانکم و ازواجکم الخ اور محبّوں کی یہ صفت ہے۔ کہ انکی محبت پر یہ معنی ایثار ہوں بعد ازاں چار منزلیں محبّت۔ علم۔ حیاء۔ اور تعظیم کی طے کریں ٭

پھر فرمایا۔ کہ محبّت میں صادق وہ ہے۔ کہ دل اور خویش و اقرباء سے قطع تعلق کر کے خدا و رسُول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلّم سے تعلق پیدا کرے۔ پس محبّ وہ شخص ہے۔ کہ کلام الٰہی کے حکم پر چلے۔ اور دوستی حق میں صادق ہو ٭

بعد ازاں فرمایا۔ عاشقوں کا ایثار عاشقی بے نیازی اور محبّوں کا ایثار آرزو کا نہ کرنا چاہئے ٭

پھر فرمایا۔ ایک مرتبہ حسن بصری علیہ الرحمۃ سے پوچھا گیا۔ کہ عارف کون ہے؟ فرمایا۔ جو دُنیا

سے روگردانی کرے۔ اور جو کچھ اس کے پاس ہو۔ راہِ خدا میں صرف کرے +

پھر فرمایا۔ کہ عارفوں کی خصلت محبت میں اخلاص کرنا ہے۔ پھر فرمایا۔ کہ جہان میں سب سے عمدہ بات یہ ہے۔ کہ درویش درویش کے ساتھ مل بیٹھے۔ اور جو کچھ دل میں ہو۔ ایک دوسرے سے بیان کرے۔ اور صفا صفا کہدے۔ اور سب سے بُری چیز یہ ہے۔ کہ درویش درویش سے جُدا رہے۔ اگر ایسی صُورت ہے۔ تو معرفت سے خالی ہیں +

بعدازاں فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ کی دوستی اس بات سے پیدا ہوتی ہے۔ کہ جن چیزوں کو اللہ تعالیٰ دشمن جانتا ہے۔ اُن سے دشمنی کی جائے۔ مثلاً دنیا اور نفس +

بعدازاں فرمایا۔ کہ عارف محبت میں کب کامل ہوتا ہے۔ اسوقت جبکہ گفتگو بیچ سے اُٹھ جائے۔ ایسا ہو جائے۔ کہ یا دوست رہے یا وہ +

بعدازاں زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ عارفوں میں صادق وہ ہے۔ کہ جس کی ملکیت میں کوئی چیز نہ ہو۔ اور نہ ہی وہ کسی کی ملکیت ہو +

پھر فرمایا۔ کہ ایک دفعہ خواجہ سمنون محب رحمۃ اللہ علیہ محبت کے بارے میں گفتگو کر رہے تھے۔ کہ ایک پرندہ آکر آپ کے سر پر بیٹھا۔ چند مرتبہ چونچ مار کر ہاتھ پر بیٹھا۔ پھر بغل میں۔ پھر زمین پر چند مرتبہ چونچ ماری۔ تو چونچ سے خون جاری ہوا۔ پھر گر کر جان دیدی +

جب خواجہ صاحب یہ فوائد ختم کر چکے۔ تو میں اور اور لوگ واپس چلے آئے۔ الحمد للہ علےٰ ذالک +

مجلس ۱۱

بدھ کے روز پابوسی کی دولت نصیب ہوئی۔ مولانا بہاءُالدین صاحب تفسیر شیخ اوحد کرمانی اور چند اور درویش حاضر خدمت تھے۔ بات عارفوں کے توکل کے بارے میں شروع ہوئی۔ زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ عارفوں کا توکل یہ ہے۔ کہ انکا توکل سوائے خدا کے کسی پر نہ ہو۔ اور نہ کسی چیز کی طرف توجہ کریں +

پھر فرمایا۔ کہ متوکل حقیقت میں وہ ہے۔ جو خلقت کی مدد اور تکلیف کی حکایت اور شکایت نہ کرے +

پھر فرمایا۔ کہ مہتر جبرائیلؑ نے مہتر ابراہیم خلیل اللہ کو کہا۔ کہ کیا تجھے کچھ ضرورت ہے؟ فرمایا۔ تجھ سے نہیں۔ اس واسطے کہ آپ اپنے نفس سے غائب تھے۔ لیکن اللہ تعالیٰ سے باطنی حضور حاصل تھا +

بعد ازاں فرمایا۔ کہ اہل توکّل پر تجلیات شوق میں ایک ایسا وقت آتا ہے کہ اگر اس وقت انہیں ذرہ ذرہ کر دیا جائے۔ یا تلوار سے زخمی کیا جائے۔ یا کسی اور طرح رنج والم پہنچایا جائے۔ تو انہیں مطلق خبر نہیں ہوتی +

بعد ازاں فرمایا۔ کہ عارف کا توکّل حق پر اس قسم کا ہوتا ہے۔ کہ وہ عالم سکر میں متحیّر رہتا ہے +

بعد ازاں فرمایا۔ کہ خواجہ جنید رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ عارف کون ہے؟ فرمایا جو تین چیزیں علم۔ عمل اور خلوت سے قطع تعلق رکھے۔ کہ جب عصیٰ آدم کی آواز آئی۔ تو سونے چاندی کے سوا باقی سب چیزیں آدم علیہ السلام کی حالت پر روئیں۔ اللہ تعالےٰ نے پوچھا کہ تم کیوں نہیں روئے؟ عرض کی۔ جو تیرا نافرمانبردار ہے۔ اس کی حالت پر ہم نہیں روئینگے۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ کہ مجھے عزت وجلال کی قسم کہ تمہاری قیمت اور جو کچھ تم میں ہے۔ ان پر ظاہر کرونگا۔ اور اس کے فرزندوں کو تمہارا خادم بناؤنگا +

بعد ازاں فرمایا۔ کہ جب محب مملکت کا دعوےٰ کرے۔ تو محبّت کے درجے سے گر جاتا ہے +

پھر اسی موقعہ کے مناسب فرمایا۔ کہ محبّت وفا کا دعوےٰ ہے معہ وصال اور حُرمت باطل یعنی فقر کا مشاہدہ ایسا محبّ ہے۔ جو فریضہ نمازوں میں اپنے نفس رکان اور سر کا خیال رکھے +

بعد ازاں فرمایا۔ کہ ایک مرتبہ خواجہ جنید رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا۔ کہ محبّت کی رضا کیا ہے۔ فرمایا۔ اگر ساتوں دوزخ معہ عظمت وہیبت اس کے دائیں ہاتھ پر رکھدیئے جائیں۔ تو یہ نہ کہے۔ کہ بائیں ہاتھ پر رکھدو +

بعد ازاں اسی موقعہ کے مناسب فرمایا۔ کہ سب سے پہلی چیز جو انسان پر فرض ہوئی وہ معرفت تھی۔ یہ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ " جنوں اور انسانوں کو عبادت کے لئے پیدا کیا ہے +

پھر فرمایا۔ کہ اللہ تعالےٰ نے اپنی حکمت سے بعض چیزوں کو بعض چیزوں میں پوشیدہ کیا ہے۔ بعد ازاں فرمایا۔ کہ اسرار الاولیاء کی محبّت میں لکھا ہے۔ کہ حق تعالےٰ جب محبوں کو اپنے انوار سے زندہ کریگا۔ تو انہیں وہ رویت نصیب ہوگی۔ جو حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلّم کو ہوئی۔ چونکہ حق تعالےٰ بے زبان وبے جان وبے مکان وبے جہت ہے۔ اسواسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم حق تعالےٰ کے اوصاف سے متصف ہوئے +

پھر فرمایا۔ کہ قیامت کے دن آمنّا وصدّقنا' عاشقوں کو صادق محبت بنادیگا۔ اگر یہ سوال کیا جائے۔ کہ ان عاشقوں میں سے کوئی عاشق محبت کا دعوے تو کرے لیکن صادق و ثابت نہ ہو۔ تو وہ شرمندہ ہوگا۔ اور اپنا منہ محبوبوں میں نہیں دکھا سکیگا۔ پھر آواز آئیگی۔ کہ یہ عاشق صادق نہ تھا۔ اسے عاشقوں سے نکال دو ✣

بعدازاں زبانِ مبارک سے فرمایا۔ کہ اہل محبت وہ لوگ ہیں۔ جو صرف دوست کی بات سنتے ہیں "الحدیث عن قلبی ربی" یعنے عاشقوں کا دل صرف حق تعالٰے کی بات سُنتا ہے ✣

بعدازاں فرمایا۔ کہ جب صاحب محبت مرجاتا ہے۔ تو اُسے جلدی بخشدیا جاتا ہے ✣

پھر فرمایا۔ کہ ایک درویش کو جنگل میں دیکھا۔ کہ مرگیا ہے۔ اور ہنس رہا ہے کہا تو تو مر گیا ہے کیوں ہنستا ہے؟ کہا محبت خدا کی مرضی ہی ایسی تھی ✣

بعدازاں اسی موقعہ کے مناسب فرمایا۔ کہ دل وہ ہے۔ جو اپنے حال سے فانی ہو۔ اور مشاہدۂ دوست میں باقی ہو۔ اللہ تعالٰے اُس کے اعمال پر غالب ہو۔ اور اس کا اپنے آپ پر کچھ اعتبار نہ ہو۔ اور عرش تک اسے قرار نہ ہو ✣

فرمایا۔ ایک روز مالک دینار رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا۔ کہ اللہ تعالٰے کے دوستوں کی ملازمت کرنا کیسا ہے۔ فرمایا۔ جو شخص۔ اللہ تعالٰے کے دوستوں کی ملازمت کرتا ہے۔ وہ ضرور واصل بنجاتا ہے ✣

بعدازاں فرمایا۔ کہ رابعہ بصری رضی اللہ عنہا سے سوال کیا گیا۔ کہ سب سے اعلٰے عمل کونسا ہے؟ فرمایا۔ اپنے اوقات کو یاد الٰہی میں بسر کرنا۔ جو شخص بزرگی کا دعوے کرے۔ اور اس میں مراد پائی جائے۔ تو سمجھو۔ کہ وہ جھوٹا ہے دعوئے محبت میں مرد وہ شخص ہے۔ جو اپنی مرادات سے درگذرے۔ اور مراد حق اختیار کرے۔ اس وقت وہ اللہ تعالٰے کا دوست کہلانے کا مستحق ہوتا ہے۔ اگر اس وقت اللہ تعالٰے اُسے دوست کہے۔ تو بندگی کا جواب کہے۔ اسواسطے کہ اہل محبت کا نہ نام ہوتا ہے۔ نہ رسم نہ جواب ✣

پھر فرمایا۔ کہ میں نے شیخ الاسلام خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ کی زبانی سُنا۔ کہ اہل عشق دوست کے سوا غیر کی طرف توجہ بھی نہیں کرتے۔ اسواسطے کہ جو بغیر دوست کے خوش ہوتا ہے۔ اُسے ہر قسم کا اندوہ لاحق ہوتا ہے۔ دوست کی خدمت سے اُنس نہیں۔ اسے سب سے وحشت آتی ہے۔ جو دوست دل نہیں لگاتا۔ وہ ہیچ در ہیچ ہے ✣

بعدازاں فرمایا۔ کہ عارف وہ شخص ہوتا ہے۔ جو صبح اُٹھے تو رات کی بابت اُسے کچھ یاد نہ ہو ✣

بعدازاں خواجہ صاحب ادام اللہ تقواہُ نے آبدیدہ ہو کر فرمایا اے غافل! اس سفر کے لئے توشہ تیار کر۔ جو تجھے درپیش ہے یعنی موت۔ بعدازاں فرمایا۔ کہ اہل محبت کا وہ گروہ ہے۔ کہ اُن کے اور اللہ تعالےٰ کے درمیان کوئی حجاب نہیں۔ بعدازاں فرمایا۔ کہ محبت میں عارف وہ شخص ہے جسے کوئی شے عجیب نہ معلوم ہو کیونکہ تسلیم دعوے صرف ایک چیز میں نہیں ہوتا جبکہ ہاتھ سے دیا جاچکے +

پھر فرمایا۔ کہ سب سے عمدہ وقت وہ ہے۔ جبکہ دل میں کوئی وسوسہ اور خیال نہ ہو اور لوگوں سے رہائی حاصل ہو۔ پھر فرمایا جسے محبت دی گئی ہے۔ اُسے فقر و وحشت دی گئی ہے۔ تاکہ دنیا پر فریفتہ نہ ہو جائے +

پھر فرمایا۔ کہ عارف کہتے ہیں۔ کہ یقین بمنزلۂ نور ہے۔ جس سے انسان منور ہوتا ہے۔ پھر وہ محبوں اور متقیوں کے درجہ کو پہنچ جاتا ہے +

بعدازاں فرمایا۔ کہ آدمی کی اصل پانی اور خاک سے ہے۔ جس پر پانی غالب ہے۔ اگر وہ لطیف و ریاضت سے جمال کے دیکھنے میں خود پسندی سے کام لے۔ تو وہ مقصود حاصل نہیں کرسکتا۔ اور جس پر خاک غالب ہو۔ تو سختی کے وقت وہ نیک پایا جاتا ہے۔ تاکہ کسی کام کے لائق ہو جائے +

پھر فرمایا۔ کہ جب اللہ تعالےٰ نے یا دل پیدا کرنا چاہا۔ کہ ہر قسم کا رنگ ہو۔ اور ہر قسم کا مزا۔ جب رنگوں کو ملایا۔ تو اس سے پانی کا رنگ بنا۔ اور جب سب مزوں کو ملایا۔ تو پانی کا سادا ذائقہ ہو گیا۔ اس کے پینے سے زندگی تو پاتے ہیں لیکن اس کی لذت کی خبر نہیں۔ ہر ایک چیز پانی کے سبب زندہ ہے +

بعدازاں ایک درویش نے جو حاضر خدمت تھا پوچھا۔ کہ مجنوں کون تھا؟ فرمایا۔ وہ جو آغاز عشق میں ناچیز ہو جائے۔ اور دوسرے اور تیسرے درجہ میں گم ہو جائے۔ پوچھا فنا و بقا کیا ہے؟ فرمایا۔ بقائے حق ہے۔ اور فنا فنائے نفس۔ پوچھا۔ تجرید کیا ہے؟ فرمایا صفاتِ محبوب ذہن نشین کرنا۔ جو مجھ سے محبت کرتا ہے۔ میں اس کے لئے کان اور آنکھ بنجاتا ہوں +

پھر فرمایا۔ میں نے ملتان میں ایک بزرگ سے سُنا۔ کہ اہل محبت کی تو یہ تین قسم کی ہوتی ہے۔ اوّل ندامت۔ دوم گناہوں کا چھوڑ دینا۔ سوم اپنے تئیں ظلم و جھگڑے سے پاک رکھنا +

بعدازاں فرمایا۔ کہ علم ایک ایسی چیز ہے۔ جو محیط ہے۔ اور معرفت اسکی ایک جُز ہے۔

پس خدا کہاں ہے۔ اور بندہ کہاں۔ علم خدا ہی کو ہے۔ معرفت دونوں کو +

پھر فرمایا۔ کہ جب تک عارف کے سر خالص نہیں ہوتے۔ اس کا کوئی فعل صاف نہیں ہوتا +

پھر فرمایا جس کو تو دوست رکھیگا۔ اس کے سر پر بلا برسائیگا +

پھر فرمایا۔ توبہ نصوح تین باتیں ہیں۔ اوّل کم کھانا روزے کے لئے۔ دوسرے کم سونا طاعت کے لئے۔ تیسرے کم بولنا دعا کے لئے پہلے سے خوف۔ دوسرے اور تیسرے سے محبت پیدا ہوتی ہے پس خوف کے ضمن میں گناہ کی ترک ہے تاکہ آگ سے نجات حاصل ہو۔ اور رجاء کے ضمن میں طاعت کرنا ہے۔ تاکہ بہشت میں مقام حاصل کر سکے اور ابدی زندگی حاصل کر سکے۔ اور محبت کے ضمن میں فکروں کا اجتہاد کرنا ہے۔ تاکہ رضائے حق حاصل ہو۔ فرمایا۔ محبت میں عارف وہ ہے۔ جو ذکر کے سوا کسی کو دوست نہ رکھے +

جب خواجہ صاحب یہ فوائد بیان کر چکے۔ تو آبدیدہ ہو کر فرمایا۔ کہ اب میں وہاں کا سفر کرتا ہوں۔ جہاں میرا مدفن ہوگا۔ یعنی اجمیر جاتا ہوں۔ ان دنوں اجمیر ہندوؤں سے بھرپور تھی۔ اور مسلمانی کچھ ایسی ترقی پر نہ تھی۔ جب خواجہ صاحب کا قدم مبارک وہاں پہنچا۔ تو اس قدر اسلام ظاہر ہوا جس کی کوئی حد نہیں + الحمد للہ علیٰ ذالک +

مجلس ۱۲

جمعرات کے روز قدمبوسی کا شرف حاصل ہوا۔ اور یہ آخری مجلس تھی۔ اجمیر کی جامع مسجد میں درویش۔ عزیز۔ اہل صفا اور مرید حاضر خدمت تھے۔ بات ملک الموت کے بارے میں شروع ہوئی۔ زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ بغیر ملک الموت کے دنیا کی قیمت جو بھر بھی نہیں پوچھا کیوں؟ فرمایا۔ اس واسطے کہ حدیث میں ہے "الموت جسر یوصل الحبیب الی الحبیب" یعنی موت ایک پل ہے۔ جو دوست کو دوست سے ملاقات کراتا ہے +

پھر فرمایا۔ کہ دوست وہ ہے جو دل سے یاد کرے۔ کیونکہ دل یار کے لئے پیدا کئے گئے ہیں خاصکر اس واسطے کہ عرش کے گرد طواف کریں۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ اے میرے بندے جب میرا ذکر تجھ پر غالب آجائیگا۔ تو میں تیرا عاشق ہو جاؤنگا یعنی تیرا محبّ +

پھر فرمایا۔ کہ عارف آفتاب کی طرح ہوتا ہے۔ جو سارے جہان کو روشنی بخشتا ہے جس کی روشنی سے کوئی چیز خالی نہیں رہتی +

جب خواجہ صاحب یہ فوائد ختم کر چکے۔ تو آبدیدہ ہو کر فرمایا۔ کہ ہمیں اجگہ اسواسطے لایا گیا ہے کہ ہمارا مدفن یہاں ہوگا۔ ہم چندہی روز میں اس دنیا سے سفر کر جائینگے۔ شیخ علی سنجری حاضر تھے انہیں حکم ہؤا۔ کہ مثال لکھو۔ اور شیخ قطب الدین بختیار کاکی کو دینا۔ تاکہ دہلی جائے۔ کیونکہ خلافت ہم نے اُسے دی ہے۔ اور وہی اسکا مقام ہے +

بعد ازاں جب مثال ختم ہوئی۔ تو مجھے دی میں آداب بجالایا۔ حکم ہؤا۔ کہ نزدیک آؤ۔ جب میں نزدیک گیا۔ تو دستار اور کلاہ میرے سر پر رکھی۔ اور شیخ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ کا عصا دیا۔ اور زرہ مجھے پہنائی۔ اور قرآن شریف اور مصلّے بھی عنایت کیا۔ اور فرمایا کہ یہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے ہمارے خواجگان چشت کو بطور امانت ملی ہے۔ ہم نے تجھے دے کر روانہ کیا ہے جس طرح انہوں نے ہم تک پہنچائی ہے۔ تو آگے پہنچا دینا۔ اور نیز اس کا حق ادا کرنا۔ تاکہ قیامت کے دن ہم خواجگان کے روبرو شرمندہ نہ ہوویں۔ میں آداب بجالایا۔ اور دوگانہ نماز ادا کر کے فرمایا۔ جا تجھے خدا کو سونپا۔ اور تجھے منزلگاہ عزت میں پہنچایا +

بعد ازاں فرمایا۔ کہ چار چیزیں نہایت نفیس گوہر ہیں۔ اوّل وہ درویش جو اپنے تئیں دولتمند ظاہر کرے۔ دوسرے بھوکا جو اپنے تئیں پیٹ بھرا ظاہر کرے۔ تیسرے غمناک جو اپنے تئیں خوش ظاہر کرے۔ چوتھے جس سے دشمنی ہو۔ اُسے دوست دکھائی دے۔ پھر فرمایا کہ اہل محبت کا مرتبہ ایسا ہے۔ کہ اگر اس سے پوچھیں کہ تو نے رات کی نماز ادا کی تھی تو کہدے کہ مجھے فرصت نہیں۔ ہم ملک الموت کے گرد اگرد گھومتے ہیں۔ جہاں وہ جاتا ہے وہیں اُسے پکڑتے ہیں۔ خواجہ صاحب یہی فوائد بیان کر رہے تھے۔ کہ میں نے چاہا۔ کہ قدمبوسی کر کے روانہ ہوں۔ چونکہ آپ روشن ضمیر تھے۔ فوراً معلوم کر لیا۔ فرمایا۔ نزدیک آ۔ میں نے اٹھکر سر قدموں پر رکھدیا۔ فاتحہ پڑھکر فرمایا۔ کہ غم نہ کرو۔ اور فردہ نہ ہو۔ میں آداب بجا لاکر واپس آیا۔ جب دہلی پہنچا۔ تو تمام امام اور اہل اصفیا میرے پاس آئے۔ ابھی دہلی آئے چالیس روز گذرے تھے۔ کہ خبر پہنچی۔ کہ خواجہ صاحب میرے روانہ ہونے کے بیسویں روز اس جہان فانی سے کوچ فرما گئے۔ اسی رات دل خراب مصلّے پر بیٹھ کر سو گیا۔ خواجہ صاحب کو دیکھا عرش کی زمین پر کھڑے ہیں۔ میں نے سر قدموں پر رکھدیا۔ اور احوال پوچھا۔ فرمایا۔ اللہ تعالےٰ نے بخشدیا۔ اور کروبیوں اور ساکنان عرش کے پاس جگہ دی۔ میں یہیں رہونگا۔ الحمد للہ علےٰ ذالك ۞ فقط ۞

(حکیم محمد امین کاتب قریشی فاروقی از سلہرکے ضلع گوجرانوالہ)

۹ ذی قعدہ ۱۳۷۴ھ — ۲۲ جولائی ۱۹۵۵ء

تصوّف کی کتابوں کا اِشتہار

اُردو ترجمہ کتاب شمس العارفین

یہ کتاب تصنیف لطیف حضرت سُلطان باھو قادری قدس سرّہٗ کی نہایت عجیب و غریب ہے جن لوگوں نے حضرت کی تصنیفات میں سے کلید التوحید، گنج الاسرار، مجالستہ النبی، حجت الاسرار، عین الفقر دیکھا ہے، وہ تو دل سے اسکے خواہشمند ہونگے اس کتاب میں حضرت نے ۷ باب مقرر کئے ہیں اور ہر ایک باب میں ایک ایک مضمون پر دلچسپ بحث کی ہے مسائل تصوّف کو نہایت تفصیل سے حل کیا ہے علاوہ اس کے بعض نقش آپنے اس کتاب میں درج کئے ہیں جن پر عمل کرنے سے اہل قبور کی ملاقات اور زیارت جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم با آسانی ہو سکتی ہے علاوہ اس کے بعض عملیات بھی آپنے درج فرمائے ہیں جو از بس مفید ہیں۔ دنیا اور اہل دنیا کا ان عملیات سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ نقوش اور عملیات محض طلب مولےٰ کے لئے لکھے گئے ہیں۔ اس کتاب کے ۷ باب یہ تفصیل ہیں اس کے علاوہ ضمنی طور پر بہت سی بحثیں لکھی ہیں ✣

باب اوّل اس کتاب پر عمل کرنے اور اس کے پڑھنے کی فضیلتوں میں **باب دوم** ذکر اللہ اور ذکر کے شروع کرنے اور تصوّر کی ترتیب اور وجودی عشق اور اس کے مقامات اور ایسے سیاہ دل کا علاج جس میں اسم اللہ کی تاثیر نہ ہو۔ **باب سوم** مکاشفہ اور مراقبہ اور اس کے حالات کے مفصل بیان میں **باب چہارم** فنا فی الشیخ اور فنا فی الرسول۔ فنا فی اللہ اور بقا باللہ کے بیان میں **باب پنجم** مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں لازم اور مشرف ہونے اور اس کی فضیلت کے بیان میں **باب ششم** اہل قبور پر دعوت پڑھنے کی ترتیب جو سب دعوتوں سے افضل و اولےٰ ہے **باب ہفتم** متفرق مسائل پر دلچسپ بحث اور ترتیب نماز تہجد وغیرہ میں ✣ یہ کتاب نہایت صحت کے ساتھ بہزار محنت فارسی سے سلیس اردو میں ترجمہ کرا کر شائع کی گئی ہے لکھائی چھپائی قابل تعریف ہے۔ قیمت .. .. .. (عہ/ ۱۲)

اُردو ترجمہ مونس جان

یہ کتاب حضرت شاہ ابو المعالی قادری رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف لطیف میں سے ہے اور اس میں پانچ مقالے ہیں۔ مقالہ اوّل میں حقائق مقالہ دوم میں احادیث اور کلمات مشائخ مقالہ سوم محبت میں۔ مقالہ چہارم مطائبات اور غزلیات میں۔ مقالہ پنجم ذکر شعر۔ یہ کتاب نہایت ہی دلچسپ ہے اور رموزات تصوّف کو دلکش پیرایہ میں بیان کیا گیا ہے۔ قیمت ۱۰/

محک الفقر کلاں یعنی کسوٹی درویشوں کی

یہ عجیب و غریب سراپا رحمت و برکت کتاب ہے۔ حضرت سلطان باہو قادری قدس سرہٗ کی اعلےٰ
تصنیفات سے ہے۔ اس کتاب میں حضرت نے نہایت اعلےٰ درجہ کے راز بیان فرمائے ہیں لہٰذا چند مضامین کا
ہم بطور اختصار ہدیہ ناظرین کیا جاتا ہے مقدمہ تصوف۔ اسلام کے طریقے مرشد کامل کی تعریف۔ محک الفقر کی
تعریف مسئلہ روح اور نفس و عقل و علم۔ طلب مولا کا طریقہ یقین کی تعریف مسئلہ ترتیب سلوک۔ تقویٰ کی تعریف۔
نماز استخارہ۔ ذکر مقامات وجود علم الیقین اور عین الیقین کی تعریف اور حق الیقین کی بحث عاشق اور عارف
کی حالت تصوف کی حقیقت۔ تصوف کے حروف کے معنے۔ نفس کے وجود میں چار دوست ہیں۔ علما اور فقرا
کا فرق۔ دنیا اور اہل دنیا کی مذمت اقسام دوستی۔ فقر اور معرفت کا بیان علما کے اقسام۔ فقرا کی خدمت۔ فقرا کی پہچان۔
فقر کے مقام۔ ذکر مراقبہ طلب مولا اور طلب دنیا کی بحث۔ خیر و شر کا مسئلہ اہل سنت والجماعت کی تحقیق۔
شر کی حالت۔ معرفت مولا اڑھائی قدم کے فاصلہ پر ہے۔ راز کیا ہے۔ اور ریاضت کس کو کہتے ہیں۔ کلمہ طیب
کے حروف کے معنے علم کی تعریف۔ استغراق کے اقسام۔ طالب کی قسمیں۔ عقل کل کی تعریف۔ فضائل
و برکات لفظ اللہ۔ ادب اسم اللہ۔ پیدائش نور محمدی کا مسئلہ۔ فقر مفلس کا بیان۔ عشاق کا مقام اور حقیقت
عاشق کی تعریف۔ کلمہ طیب کی تعریف۔ مقام شکر کی تعریف۔ احکام شریعت۔ بیان دعوت۔ اکسیر و کیمیائے
اکسیر۔ ذکر چار قسم کے ہیں۔ مقامات حیرت۔ مقام ہمہ اوست۔ عارف باللہ کی تعریف۔ شرح النفس۔ ذکر
پاس انفاس۔ طالب کون ہے۔ نفس کی خصلتیں۔ آداب خاموشی۔ علم کے کیا معنی ہیں۔ عالم مولےٰ کی طلب
نہیں کر سکتا۔ معلوم کیا ہے۔ فرض ظاہر اور باطن۔ علما و فقرا کا فرق۔ جسم کے اقسام۔ تقسیم علم۔ فقر کے
تین حرف۔ فقہ کے بھی تین حرف ہیں۔ "اعتقاد من بس است و پیر من خدا بس است"۔ شرح تفکر عالم باعمل
کی تعریف۔ فقیر کامل۔ طالب مولا۔ صفت درویشی۔ دنیا کی زندگی۔ مثال مقام سجین سے ہے۔ اور معرفت الٰہی
کی مثال مقام علیین سے ہے۔ اولیاء اللہ کی قبر۔ دنیاداروں کی قبر۔ مولےٰ کے حروف کے معنے۔ قرآن شریف
کی صفت۔ مقام معرفت۔ شرح تفکر۔ توحید کے معنی۔ خدا کی نظر انسان کے دل پر ہے۔ عارف کے معنے۔
عقل کل اور عقل لدنی کی تعریف۔ قلب مومن عرش اعظم ہے۔ معرفت مولا۔ حرف الف کی تعریف۔ وعدہ قرآن
مراقبہ قادریہ۔ فقر محتاج نہیں ہے۔ وعدہ فقر۔ کفار کے مال کا فیصلہ۔ مدد اہل قبر۔ شرح دعوت۔ یوصل
الحبیب علی الحبیب۔ الحب للہ والبغض للہ۔ خلقت علما و فقرا۔ مسکین کی تعریف۔ ذکر اللہ کی ترکیب۔
نقش روضہ مقدس آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ علم اکسیر بحث در طریق دعوت۔ شیخ کامل کی حقیقت۔
اسم اعظم کی دعوت۔ طالب مولا کی حقیقت۔ دنیا کی محبت کی خرابی۔ اپنی شناخت۔ مرشد ناقص کا بیان۔ علم کی تعریف۔
اقسام درویش۔ اقسام حضوری۔ اقسام فقیر۔ قسمت کی تعریف۔ عشق کی صفت۔ طریقہ قادری۔ التوحید و التوکل

غوث الاعظم کی تعریف۔ اقسام درویشی۔ اولیا کی تعریف۔ قدمی علیٰ رقبۃ کل ولی اللہ کی بحث۔ سماع کا بیان۔ دل کی صفت۔ اوہام اور تجرد و تفکر کی تعریف۔ کلمات تُلْہِمُ بُنِیکُمْ کی تعریف۔ سکوت کی تعریف۔ معرفت حق کی تعریف۔ فقر کی دوستی کا بیان۔ حقیقت کشف۔ مرید کی تعریف۔ جہل کی برائی۔ طبقات علم۔ ریا کی مذمت۔ دنیا کی مذمت۔ شکر کی تعریف۔ نور محمدی کی تعریف۔ تعلیم انسان و اتمام فقر۔ یقین کا مرتبہ۔ حضورِ قلب کی تعریف۔ فوائد کلمہ طیبہ۔ مذہب اہل سنت والجماعت۔ رات کا جاگنا عبادت ہے۔ حیوان اور انسان کا فرق۔ سید القوم خادمہم۔ شرح معراج۔ مراقبہ اولیٰ۔ معراج الفقر۔ معرفت الٰہی کا طریقہ۔ شرح الفقر فخری۔ شرح فقر محمدی۔ شرح علم الہام و الہام کی تعریف۔ انسان حکمت الٰہی ہے۔ شرح مردان خدا۔ صاحب باطن صفا۔ کلمہ شہادت کی فضیلت۔ شرح نفس امارہ۔ شرح ذکر تجلیات ذات و صفات۔ شجرہ شریف قادریہ سروریہ۔ یہ کتاب نہایت عمدہ کاغذ پر خوش قلم طبع کی گئی ہے۔ صفحے ۳۴۴۔ قیمت ۴/۴ روپے

نور الہدیٰ

یہ نایاب کتاب بھی حضرت سلطان باھو قدس سرہٗ کی اعلیٰ تصنیفات میں سے ہے۔ اس کتاب میں بھی حضرت سلطان صاحب نے طالبانِ مولیٰ کی خاطر فقر کی راہیں با آسانی بیان فرمائی ہیں۔ اور ہر ایک مقام کی تشریح کر دی۔ چنانچہ چند مضامین کی تفصیل درج کی جاتی ہے۔ سبب تصنیف کتاب نور الہدیٰ۔ ہدیۃ القلب کے ذکر میں۔ اور شریعت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی مطابعت اور مذہب کا بیان۔ قلب کا بیان۔ ذکر اسم اللہ و مقام فقر فنا فی اللہ۔ ذکر مراقبہ۔ خواب غرق۔ تفرید و تجرید۔ مراقبہ سفر ازلی کی سیر۔ مراقبہ سفر ابدی کی سیر۔ مراقبہ فی الارض۔ مراقبہ سفر۔ سیر آسمان۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں مشرف ہونے کے سفر کی سیر کا مراقبہ۔ انبیاء کی صحبت کا مراقبہ۔ غالب الاولیاء یعنی حضرت محی الدین شاہ عبد القادر گیلانی رحمۃ اللہ کی مجلس کا مراقبہ۔ ہر مومن مسلمان سے مصافحہ و ملاقات کا مراقبہ۔ قلب نفس اور روح کے تماشہ کے سفر کی سیر کا مراقبہ۔ یعنی وجودی مراقبہ۔ توفیق یار دینے والے کا مراقبہ۔ شرح خواب و مراقبہ۔ شرح فتح الابواب تجلیات و تحقیقات۔ تجلی اسم اللہ۔ اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تجلی۔ اسم ھو کی تجلی۔ تجلی قلب۔ تجلی اسم فقر۔ تجلی روح۔ تجلی ذکر جس سے نور کا شعلہ دماغ اور سر میں پیدا ہوتا ہے اور آنکھوں میں ظاہر ہوتا ہے۔ تجلی نفس۔ تجلی شیطان۔ تجلی شمس۔ تجلی قمر۔ تجلی جن۔ تجلی ملائک۔ تجلی شیخ مرشد کامل۔ ذکر نفی اثبات و ذکر قرب جہر و خفیہ۔ ذکر دعوت منتہی۔ مردان شہسوار۔ مطلب زود مقصود۔ طریقۃ العین۔ یہ کتاب نہایت عمدہ خوش خط چھپ کر تیار ہے۔ قیمت بارہ آنے ۱۲/

المشتہر

اللہ والے کی قومی دکان ملک غلام دین تاجر کتب کشمیری بازار لاہور

حالات مشائخ نقشبندیہ مجددیہ

اس بابرکت اور ضخیم کتاب میں حالات حضرات خواجگان نقشبندیہ مجددیہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کے نہایت وضاحت کے ساتھ درج ہیں۔ جو ایک نہایت مستند اور معتبر کتاب ہے۔ اور یہ ایک بہت بڑی تعداد کتب کا خلاصہ ہے۔ اس مبارک کتاب میں جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم سے لیکر جناب حضرت خواجہ غلام نبی صاحب سجادہ نشین للّھی رحمۃ اللہ علیہ تک کے حالات ہیں۔ اس کتاب کو عوام الناس نے نہایت مقبولیت کی نگاہ سے دیکھا ہے۔ مصنف صاحبؒ نے جن جن بزرگوں کے حالات قلمبند فرمائے ہیں نہایت تحقیق اور تجسس سے لکھے ہیں۔ اب یہ کتاب جس کی ضخامت ۱۱۶ صفحہ ہے بفضلہ تعالیٰ نہایت صحت اور صفائی کے ساتھ اعلےٰ کاغذ پر طبع کی گئی ہے۔ جس کو جناب زبدۃ العارفین قدوۃ السالکین صاحب احوال حضرت مولانا مولوی خواجہ محمد حسن رحمۃ اللہ علیہ نقشبندی مجددی مظہری للّھی خلیفہ حضرت خواجہ غلام نبی رحؒ سجادہ نشین للّھی ساکنہ کوٹ کیرت پور ضلع بجنور نے تالیف کیا ہے یہ کتاب حضرات نقشبندیہ کے لئے حصول مراتب اعلےٰ اور روحانی وجدانی کیفیت پیدا کرنے کے لئے ایک پیر کامل و مرشد کا کام دیتی ہے۔ سفر و حضر میں روحانی رفیق ہے۔ غذائے روح ہے۔ بے کلی دور کرتی ہے۔ پڑھتے پڑھتے دل میں اطمینان آتی ہے ریاضت و عبادت پر طبیعت کا دل مائل ہوتا ہے۔ دل کی کاہلیت۔ کاہلی۔ غنودگی دور ہوتی ہے۔ توفیق اعمال صالح کے لئے ناصح مشفق بن کر ہمت پیدا کرتی ہے۔ کیونکہ بزرگوں کے حالات اخلاق حسنہ کے نمونے ہوتے ہیں۔ اور یہی نمونے آئندہ نسلوں کے اخلاقی رہنما ہوتے ہیں جو ناقص انسان کو کامل بنا دیتے ہیں۔ یہ کتاب کیا ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے باغ نبوت کے پھولوں کی بہار ہے۔ سدا بہار ہے جس کو خزاں کا آسیب نہیں۔ اس کتاب کی خوبی کے لئے صرف یہی کہہ دینا کافی ہے کہ اس کے مختصر وقت تین ایڈیشن ہاتھوں ہاتھ نکل کر اب چوتھی بار چھپ کر تیار ہو گئی ہے۔ رنگین سرورق ولایتی کاغذ قیمت صہ/ر

المشتہر

اللہ والے کی قومی دکان (رجسٹرڈ) بازار کشمیری لاہور

 بغیر مہر دوکان مال مسروقہ تصور ہوگا۔ ۱۹۵۷ء